﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد23 | جمعۃ المبارک14اکتوبر 2016ء | 12/محرم 1438 ہجری قمری ❁ 14/اخاء 1395 ہجری شمسی | شمارہ42

سلام پھیلاؤ

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جنت میں داخل نہیں ہوسکتے جب تک مومن نہ بن جاؤ۔ اور تم مومن نہیں بن سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں وہ کام نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو گے تو آپس میں تمہاری محبت بڑھے گی۔ وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام پھیلاؤ۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب انه لا یدخل الجنة حدیث نمبر 81)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

کیا تمہیں اللہ کی سنّت میں کہیں یہ ملتا ہے کہ وہ کسی مفتری کو ایک لمبی عمر تک کثرت سے اپنے امور غیبیہ سے مطلع کرتا رہے۔ اور سچے انبیاء کی طرح اس پر اپنی ہر نعمت تمام کردے۔ اور اس کو ہر میدان میں واضح عزت و اکرام سے مدد دے۔ اور اس افتراء کے باوجود اسے اتنی مہلت دے کہ وہ جوانی سے بڑھاپے تک جا پہنچے اور ہزاروں دوست اس سے ملادے اور وہ اس کی تو مدد کرے اور اسے ایذاء دینے والے دشمنوں کو ایسے دھتکار دے جیسے کتّوں کو دھتکارا جاتا ہے۔

’’جان لو اللہ تمہیں ہدایت دے کہ یہ معاملہ اللہ کی قضاو قدر سے ہے۔ اور یہ نور کسی ظلمت سے نہیں بلکہ اس بدر کامل (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہے۔ کتنے ہی بھیڑیے ہیں جنہوں نے اللہ کے بندوں کو چیر پھاڑ دیا۔ کیا تم غور نہیں کرتے؟ اور کتنے ہی چور اُچکّے ہیں جنہوں نے دین کے اموال کو لوٹ لیا ہے۔ کیا تم مشاہدہ نہیں کرتے؟۔ تمہارا کیا خیال ہے کیا اب بھی رحمان خدا کی مدد کا وقت نہیں آیا۔ نہیں، ہرگز نہیں۔ بلکہ اللہ کے فضل واحسان کے دن آگئے ہیں۔ اور میں واضح دلیل کے بغیر تمہاری طرف نہیں آیا جبکہ میرے پاس اللہ کی طرف سے آنے والی شہادتیں موجود ہیں جو یقین پر یقین کو بڑھاتی ہیں۔ اور میں اپنی قوم کے زندوں میں ایک مردہ کی طرح تھا اور گھر میں بھی بے گھر تھا۔ لوگوں کی نگاہوں سے نہاں اور غیر معروف۔ خود قادیان کی بستی میں چند لوگوں کے سوا مجھے کوئی نہ جانتا تھا اور میں گوشۂ گمنامی میں زندگی بسر کر رہا تھا۔ مردوزن میں سے کوئی بھی میرے پاس نہیں آتا تھا۔ اور میں زمانے کے لوگوں میں پوشیدہ تھا۔ میں کسی بھی ملک میں نہیں گیا اور نہ ہی میں نے دنیا جہاں کے سفر کئے تھے۔ نہ عرب دیکھا تھا اور نہ عراق کا رخ کیا تھا۔ اور اللہ کی قسم! مجھے وسعت مال بھی میسر نہ تھی۔ میں نے زمانے کی (چھاتی) سے دودھ نہیں پیا ہاں ایک بانجھ کے پستان سے، جس سے کامل دودھ کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ اور میں نے صرف ایسے جانور کی پُشت پر سواری کی جس میں شان وشوکت کی کوئی علامت نہ تھی۔ پس میرے رب نے اُس زمانے میں مجھے بشارت دی کہ وہ بہت جلد تمام مہمّات میں میرے لئے کافی ہوگا اور سرفرازیوں کی ہر نعمت کا دروازہ مجھ پر کھول دے گا۔ اور جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا ہے یہ وقت بڑی تنگی اور طرح طرح کی حاجات کا وقت تھا۔ (ایسے وقت میں) میرے رب نے میرے تمام اموراور میری راہوں میں سہولت اور آسانی پیدا کرنے کی اور میری تمام ضرورتوں کا خود کفیل ہونے کی مجھے بشارت دی۔ سواُس وقت اور امن سے دُور زمانے میں مجھے حکم دیا گیا کہ ایک ایسی انگوٹھی بنائی جائے جس میں ان پیشگوئیوں کے نقوش ہوں تا کہ وہ ان (خوشخبریوں) کے ظہور کے وقت متلاشیانِ حق کے لئے ایک نشان اور دشمنوں پر حجت ہو۔ اے اہل رائے! یہ انگوٹھی موجود ہے اور یہ اس کا نقش ہے [☆ اس انگوٹھی کو بنے ہوئے تیس سال سے اوپر ہوگئے ہیں اور وہ اب تک خدا کے فضل ورحمت سے ضائع نہیں ہوئی۔ اور اُس زمانہ میں میری عزت کا کوئی نشان اور میری شہرت کا کوئی ذکر تک نہ تھا اور میں گمنامی کے گوشہ میں اعزاز اور قبولیت سے محروم تھا۔ منہ] پھر اللہ نے اپنے وعدہ کے موافق کیا اور اس کے فضل کا بادل جیسے گرجا ویسے ہی برسا اور اللہ نے چھوٹے سے بیج کو اونچے درخت اور پکے ہوئے پھل بنادیا اور اس سے کوئی جائے انکار نہیں خواہ کافروں کے تمام فرقے باہم متحد ہوجائیں کیونکہ گواہوں کی گواہی نے ہر انکار کرنے والے کے منہ کو کالا کردیا ہے۔ دوپہر کے سورج کا انکار کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔ جب میرے رب کی بات پوری ہوئی اور اللہ نے میری تھیلی کو بھر دیا تو لوگ میرے در پر دوڑتے چلے آئے اور میں قطرے سے سمندر اور ذرّے سے بڑے سے بڑے پہاڑوں کی طرح ہوگیا اور چھوٹے پودوں سے پھلوں سے لدے ہوئے درخت اور ایک کیڑے سے میدانِ کارزار کا بطل جلیل بن گیا۔ یقیناً اس میں بصیرت رکھنے والوں کے لئے ایک بڑا نشان ہے۔ اسی طرح میرے رب نے میرے آغاز میں ہی میری درازی عمر کی مجھے بشارت دے دی تھی اور فرمایا تھا کہ ’’تُو دور کی نسل دیکھے گا‘‘ سو میرے رب نے مجھے اتنی لمبی عمر عطا فرمائی کہ میں نے اپنی نسل اور نسل کی نسل دیکھی اور اس نے مجھے ابتر نہیں رکھا جس کی کوئی اولاد نہ ہو۔ اور یہ نشان ایک سعید الفطرت کے لئے کافی ہے۔ پس اے عالمو! محدثو! اور فقیہو! مجھے فتویٰ دو۔ کیا تمہاری عقلیں جائز قرار دیتی ہیں کہ اللہ ایک ایسے شخص کے ساتھ جسے وہ جانتا ہے کہ وہ اس پر افترا کرتا اور اس کی آنکھوں کے سامنے جھوٹ بولتا ہے ان تمام معاملات میں یہ سلوک روا رکھے۔ اور کیا تمہیں اللہ کی سنّت میں کہیں یہ ملتا ہے کہ وہ کسی مفتری کو ایک لمبی عمر تک کثرت سے اپنے امور غیبیہ سے مطلع کرتا رہے۔ اور سچے انبیاء کی طرح اس پر اپنی ہر نعمت تمام کردے۔ اور اس کو ہر میدان میں واضح عزت واکرام سے مدد دے۔ اور اس افتراء کے باوجود اسے اتنی مہلت دے کہ وہ جوانی سے بڑھاپے تک جا پہنچے اور ہزاروں دوست اس سے ملادے اور وہ اس کی تو مدد کرے اور اسے ایذاء دینے والے دشمنوں کو ایسے دھتکار دے جیسے کتّوں کو دھتکارا جاتا ہے۔ اور اسے وہ کچھ دے جو اس کے کسی ہم عصر کو نہ دیا گیا ہو۔ اور جو بھی اُس سے مباہلہ کرے وہ اُسے اُس کی آنکھوں کے سامنے ہلاک کردے یا اسے ذلیل ورسوا کرے اور جو شخص دنیا پر جھکا ہوا ہو اور اس کی زینت سے پیار کرنے والا ہو اور مفتری اور جھوٹا ہو کیا تم نے اس کی نصرت (میری) اس نصرت کی طرح مشاہدہ کی ہے؟ یا اس (میری) مدد کی طرح تم نے اللہ کی مدد اس کے لئے دیکھی ہے؟ تمہیں کیا ہوگیا ہے تم متقیوں کی طرح غور نہیں کرتے۔ اللہ تمہیں ہدایت دے۔ تم کب تک اللہ کے تائید یافتہ بندوں کو کافر قرار دیتے رہو گے؟ تم میری تکذیب کرتے ہو اور میں نہیں جانتا کہ کس وجہ سے تم مجھے جھٹلاتے ہو! کیا میں نے کتاب اللہ کا انکار کیا ہے یا اس کا جو رسول لے کر آئے؟ یا تم نے اللہ کے نشانوں کو نہیں دیکھا جس کی وجہ سے تم شک کر رہے ہو یا میں تمہارے پاس بے وقت آیا ہوں۔ پس تم نے کہا یہ آیا ہے جیسے جھوٹے آیا کرتے ہیں۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ نہ تو تم حق کو پہچانتے ہو اور نہ اسے دیکھتے ہو۔ گزشتہ اُمّتوں کے مفتریوں اور خدا پر جھوٹ باندھنے والی فانی مخلوق پر نگاہ دوڑاؤ، کس طرح اللہ نے ان کے افتراء کی وجہ سے انہیں ریزہ ریزہ کردیا، انہیں ہلاک کیا اور ان کا نام ونشان تک باقی نہ رہنے دیا۔ اور ان کے نشان مٹا دیئے اور ان کے مددگاروں کو نابود کردیا اس لئے کہ وہ جھوٹے تھے اور صادقوں سے مقابلہ کرتے تھے۔ اور اگر حق وباطل کے درمیان اللہ کی تفریق نہ ہوتی تو امان اٹھ جاتی اور ناپاک اور پاک، ویرانے اور آبادیاں یکساں ہوجاتے۔ اور مقبولوں اور مردودوں کے درمیان کوئی فرق نہ رہتا۔‘‘

(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 66 تا 71۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 24 مئی 2014ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت مَیں تین نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے کہ جو سیئات اعمال ہیں ان کی طرف نظر رکھو اور اعمال کی برائیوں سے بچنے کی کوشش کرو۔ یہی چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بناتی ہیں۔ انسانی زندگی میں مختلف معاملات معاشرتی زندگی میں ہوتے رہتے ہیں۔ اور کسی بھی خاندان کی ابتدا کے لئے سب سے پہلا جو تعلق ہے وہ نکاح کے موقع پر قائم ہوتا ہے، شادی کے موقع پر قائم ہوتا ہے۔ لڑکے لڑکی کی شادی ہوتی ہے اور پھر نسلیں آگے چلتی ہیں، خاندان بنتے ہیں، خاندانوں میں وسعت پیدا ہوتی ہے، نئے رشتے قائم ہوتے ہیں۔ پس ان حالات میں بھی اس طرف توجہ دلائی گئی کہ اپنے اعمال پہ نظر رکھو۔ ہماری زندگیوں میں بہت سے مسائل اس لئے ہوتے ہیں کہ ہم اپنے اعمال دیکھنے کی بجائے دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

شادی شدہ جوڑوں میں اگر پہلے چند سال اچھے گزر بھی جائیں تو بعد میں بعض ایسی باتیں غلط فہمیاں پیدا کرنی شروع کر دیتی ہیں۔ مرد کہتا ہے کہ مَیں فلاں کام میں ٹھیک ہوں میری مانو۔ عورت کہتی ہے نہیں، تم فلاں کام میں غلط ہو اور اپنی اصلاح کرو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم نے اچھی زندگی گزارنی ہے، تم نے میرے سے تعلق قائم کرنا ہے، تعلق کو جاری رکھنا ہے، میرے فضلوں کا وارث بننا ہے تو اپنے اعمال پر نظر رکھو، نہ کے دوسرے کے۔ اور جب اپنے اعمال پہ انسان نظر رکھتا ہے تو پھر دوسرے کی برائیاں نظر نہیں آتیں، اپنی اصلاح کی طرف توجہ پیدا ہوتی رہتی ہے۔ پس اس بات کو ہم میں سے ہر ایک کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر بجائے اس کے کہ دوسرے کی خامیوں، کمزوریوں اور کمیوں کی طرف توجہ دلائی جائے اور اس کو اصلاح کے لئے کہا جائے۔ اگر اپنی نظر میں اپنے اندر کوئی برائیاں نہیں بھی ہیں تب بھی ان برائیوں کو اپنے سر لے لیں تا کہ اللہ تعالیٰ نے بے شمار نصائح کے ساتھ ایک مسلمان کی زندگی کی جو بنیاد شروع فرمائی ہے نکاح، شادی کے موقع پر اس کو احسن رنگ میں جاری رکھ سکیں۔ جب ہر ایک بجائے دوسرے کو الزام دینے کے اپنے اوپر الزام لیتا جائے تو معاشرے کی اصلاح ہوتی چلی جاتی ہے۔ جھگڑے اور فساد ختم ہوتے ہیں۔ آپس میں رنجشیں جو ہیں دور ہو جاتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بہت سے معاملات آتے ہیں، بعض تو ابتدا میں ہی اور بعض کچھ سالوں کے بعد (آتے ہیں) جب میاں بیوی کے تعلقات صرف اس لئے خراب ہو رہے ہوتے ہیں کہ میں نے فلاں برائی نہیں کی اور میری بیوی نے مجھے الزام لگا دیا۔ یا بیوی کہتی ہے کہ میں نے فلاں کام نہیں کیا اور خاوند نے الزام لگا دیا۔ برائیوں سے کوئی پاک نہیں ہے، یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ اس لئے دعا سکھائی گئی ہے کہ اعمال کی برائیوں سے اللہ تعالیٰ بچائے۔ ہر بشر میں برائیاں ہیں، کمزوریاں ہیں، خامیاں ہیں، چھوٹی ہیں یا بڑی ہیں۔ اس لئے اگر برائیوں سے انسان پاک ہو، اگر اپنے اوپر ہی انسان نظر رکھے، اپنے گریبان میں جھانکتا رہے تو کبھی مسائل پیدا نہ ہوں۔ پس اس شادی کے موقع پہ بھی، نکاح کے موقع پہ بھی اللہ تعالیٰ جب ہمیں اس طرف توجہ دلاتا ہے تو اس لئے کہ اگر اچھی زندگی گزارنی ہے، اپنی آئندہ نسلوں کی بھی صحیح نہج پہ تربیت کرنی ہے تو پھر ہمیشہ یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ سے توبہ اور استغفار کرتے رہو، اپنی برائیوں پر نظر رکھو، اپنے گناہوں کی معافی مانگو، اپنی اصلاح کرو، اپنے آپ کو نمونہ بناؤ تو آئندہ نسلیں بھی اس نمونہ پہ چلنے والی ہوں گی اور اپنی اصلاح کرنے والی ہوں گی۔ ان چند الفاظ کے بعد اب مَیں نکاحوں کا اعلان کروں گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پہلا نکاح عزیزہ زارا احمد بنت مکرم ڈاکٹر مبشر احمد شیخ صاحب شہید کا ہے جو عزیزم عثمان خان ابن مکرم سعید احمد چوہدری صاحب مانچسٹر کے ساتھ آٹھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا کہ بچی شہید کی بیٹی ہے اس لئے ان کے ولی ان کے بھائی عمیر احمد صاحب ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دوسرا نکاح عزیزہ مریم ہادی (واقفۂ نو) بنت مکرم عبدالہادی صاحب کراچی کا ہے جو عزیزم عمیر احمد ابن مکرم ڈاکٹر مبشر احمد شیخ صاحب شہید کے ساتھ پندرہ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ دلہن کے وکیل رفیق حیات صاحب ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تیسرا نکاح عزیزہ قاصدہ مبارک بنت مکرم مبارک احمد صاحب کا ہے جو عزیزم فراز احمد (واقف نو) کے ساتھ جو امتیاز احمد صاحب جرمنی کے بیٹے ہیں، سات ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے۔

نکاحوں کے اعلان اور فریقین کے درمیان ایجاب و قبول کروانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

(مرتبہ:۔ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔مربیٔ سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی وتربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

﴿بینن (مغربی افریقہ)﴾

کانڈی ریجن کے گاؤں اُودے یانکو میں احمدیہ مسجد کا کامیاب اور بابرکت افتتاح

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بینن کو کانڈی ریجن کے ایک گاؤں اُودے یانکو (Oudeyanko) میں مسجد بنانے کی توفیق ملی۔

مکرم قمر احمد رشید مبلغ سلسلہ بینن تحریر کرتے ہیں کہ گاؤں اُودے یانکو (Oudeyanko) ’کاریماما‘ کمیون کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ جو کہ پیل قوم پر مشتمل ہے۔ اس گاؤں کی آبادی 350 سے زائد نفوس پر مشتمل ہے۔ اس گاؤں کے لوگوں کا ذریعہ معاش کھیتی باڑی اور مال مویشی پالنا ہے۔ 2013ء میں مکرم رفیق احمد کاشف صاحب مبلغ سلسلہ کی راہنمائی اور مکرم عیسیٰ قاسم اور مکرم ہاداری بوبے صاحب کی تبلیغ سے اس گاؤں میں جماعت کی بنیاد پڑی۔ اس گاؤں میں جماعت کی تبلیغ اور بیعت کے بعد بہت تیزی سے ترقی کی۔ جماعت کے آنے سے پہلے یہاں پر ایک چھوٹی سی مسجد تھی جس میں صرف 5 وقت کی نماز باجماعت ادا کی جاتی تھی۔ اور نماز جمعہ کے لئے اس علاقے کے لوگ 12 کلومیٹر دور گاؤں کومپا میں جاتے تھے۔ جماعت کے آنے کے بعد یہاں پر نماز جمعہ کا انعقاد کروایا گیا۔ اور احباب جماعت نے مل کر وہاں کی چھوٹی سی مسجد میں نماز جمعہ کی ادائیگی شروع کر دی۔ مسجد چھوٹی ہونے کی وجہ سے ان کو کافی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد انہوں نے خود لکڑی سے چھپر وغیرہ ڈال کر اسے کافی حد تک اس قابل بنایا کہ سائے میں نماز ادا کر سکیں۔ کیونکہ اس علاقے میں گرمی کی شدّت بہت زیادہ ہوتی ہے اور گرمیوں میں عموماً درجہ حرارت 45 سے 50 ڈگری کے درمیان رہتا ہے۔

گزشتہ سال احباب جماعت کو وقار عمل کے ذریعہ سے ریت، اور پانی وغیرہ اکٹھا کرنے کو کہا گیا۔ جس پر کافی حد تک عمل درآمد بھی ہوا لیکن موسم باراں شروع ہو جانے کی وجہ سے پچھلے سال وہاں پر مسجد نہ بن سکی۔ کیونکہ یہاں سال میں تقریباً 4 ماہ بارش رہتی ہے۔ اور اس بارش کی وجہ سے نقل وحمل کا کام کافی مشکل ہو جاتا ہے۔

اس مرتبہ جونہی بارش کا موسم ختم ہوا تو دوبارہ ان کو مسجد کی تعمیر کے لئے توجہ دلائی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد کی تعمیر 4 اپریل 2016ء کو شروع ہوئی اور 5 مئی 2016ء کو مکمل ہو گئی۔ اس مسجد کی لمبائی اور چوڑائی 8X10 میٹر ہے۔

9 مئی 2016ء کو مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بینن اپنے وفد کے ساتھ اس مسجد کے افتتاح کے لئے گاؤں پہنچے اور گاؤں والوں نے والہانہ استقبال کیا۔ یاد رہے کہ یہ گاؤں کوتونو نیشنل ہیڈ کوارٹرز سے 800 کلومیٹرز سے زیادہ فاصلہ پر واقع ہے۔

افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم مع فرنچ اور لوکل زبان میں ترجمہ سے ہوا۔

اس کے بعد گاؤں کے صدر جماعت نے مہمانان خصوصی مکرم امیر صاحب اور جماعتی وفد کا شکریہ ادا کیا۔ اور مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے اپنے خوشی کے جذبات کا اظہار کیا۔

اس کے بعد گاؤں کے ایک شخص مکرم الحاجی محمود صاحب نے اس علاقے کی زبان ’دیندی‘ میں تقریر کی اور کہا کہ میں آپ سب کو یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں اور ہم سب چونکہ مسلمان ہیں ہمیں مسلمان ہونے کے ناطے بھائی چارہ قائم رکھنا ہے اور آپس میں امن سے رہنا ہے۔ اور یہ مسجد ہم سب کے لئے امن کا گھر ہونا چاہئے۔ اور ہم سب نے مل کر اس علاقے میں امن وامان قائم رکھنا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ نے بھی ہمیں اسی بات کی تعلیم دی ہے۔

بعد ازاں گاؤں کے پیل قوم کے روایتی بادشاہ نے تقریر کی اور کہا کہ جماعت نے یہاں پچھلے سال سے وعدہ کیا تھا کہ وہ یہاں مسجد بنائیں گے۔ آج یہاں مسجد بن گئی ہے اس سے زیادہ اور خوشی کی کیا بات ہو سکتی ہے۔ اور میری دعا ہے کہ ہم سب امن وامان اور خیریت سے رہیں اور جو دوست دور سے آئے ہیں خدا تعالیٰ ان کو خیریت سے اپنی منزلِ مقصود پر لے جائے۔

اس کے بعد جماعت کے ایک مشنری مکرم الحاجی محمود صاحب نے ’پیل‘ میں تقریر کی۔ انہوں نے ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ کی مثال پیش کی کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت مانگی تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر تمہارے گھر میں اذان کی آواز آتی ہے تو تمہیں چاہئے کہ تم مسجد میں ہی آکر نماز پڑھو۔ مکرم الحاجی محمود صاحب نے کہا کہ ہم سب کا فرض ہے کہ ہم باجماعت نماز کے لئے مسجد میں آئیں۔ اس کے بعد انہوں نے نظام جماعت کا تعارف کروایا۔

اس کے بعد ایک پرانے احمدی مکرم عبدالرحمٰن ثانی صاحب جو وفد کے ساتھ آئے تھے انہوں تقریر کی جس میں انہوں نے اطاعت کے پہلو کو اجاگر کیا اور کہا کہ اطاعت

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

مصالح العرب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 420

مکرمہ احلام الصدر صاحبہ (3)

گزشتہ دواقساط میں ہم نے مکرمہ احلام الصدر صاحبہ کے سفرِ احمدیت کے اکثر واقعات پیش کئے تھے۔اس قسط میں انکے اس سفر کا باقی حصہ پیش کیا جائے گا۔گزشتہ قسط میں انکا اپنے خاوند کے مظالم کے بارہ میں بیان جاری تھا جس میں یہ ذکر تھا کہ انہوں نے شوہر کے اہانت آمیز رویہ سے تنگ آکر گھر چھوڑا تو شوہر نے انہیں راستے میں کار سے کچلنے کی کوشش کی۔اس کے بعد وہ بیان کرتی ہیں:

انصاف کا قاتل معاشرہ

میرا خاوند چونکہ فوجی تھا اور میں نے قبل ازیں بھی آرمی پولیس میں اسکی شکایت کی تھی لیکن انہوں نے اس وقت میری بات سنی ان سنی کردی۔اب یہ واقعہ ہوا تو میں دوبارہ آرمی پولیس میں گئی اور کہا کہ اگر پہلی مرتبہ میری شنوائی ہوجاتی تو بات یہاں تک نہ پہنچتی۔انہوں نے اس بار میری بات سنی، کیس رجسٹر کیا اور اگلے روز ہی مجھے بلالیا۔لیکن 12 بجے سے 5 بجے تک مجھے بٹھائے رکھا۔پھر کہنے لگے کہ تم احمدی کیوں ہوئی؟ میں ابھی اسکا جواب نہ دے پائی تھی کہ ایک فوجی افیسر نے کہا کہ تمہارے خاوند کو تمہیں مارنے کا پورا حق حاصل ہے کیونکہ تم ملت اسلامیہ سے نکل گئی ہو۔دوسرے نے کہا کہ اگر میری بیوی احمدی ہوتی تو میں اسکے ٹکڑے کرکے رکھ دیتا۔

پھر اس نے پوچھا کہ تمہیں احمدیت کے راستے پر کس نے ڈالا؟ اور فلسطین کے کن احمدیوں کے ساتھ تمہارا رابطہ ہے؟ میں نے کہا کہ سسٹر سماح اور اسکی بہنوں کے ساتھ۔یہ سنتے ہی اس نے نہایت تمسخرانہ انداز میں کہا کہ ہاں وہ بہنیں جنہیں احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے انکے خاوندوں نے طلاقیں دے کر نکال باہر کیا ہے۔

میں نے کہا کہ میں تو شاید غلط جگہ پر آ گئی ہوں۔میں اپنے پر ہونے والے ظلم کی شکایت لے کر آئی تھی لیکن انصاف کے قاتلوں نے خود مجھے ہی مجرم بنا کر تفتیش شروع کردی۔جس معاشرے میں انصاف کی اس طرح دھجیاں بکھیری جاتی ہوں وہاں پر ظلم کبھی بند نہیں ہوسکتا۔

بہر حال ان لوگوں نے پانچ گھنٹے تک مجھے وہیں بٹھائے رکھا۔اور اس وقت تک مجھے واپس آنے کی اجازت نہ دی جبتک مجھ سے خاوند کے ساتھ صلح کرنے کے لئے سوچنے کا عہد نہ لے لیا۔

بہرحال میں نے بالآخر عدالت میں اپنے خاوند سے علیحدگی کی درخواست دائر کردی۔جس کے بعد میرے خاوند نے مجھے واپس لانے کی کوششیں تیز کردیں۔میں ایک ہسپتال میں جاب کرتی ہوں۔میں نے اپنی کمائی سے گھر خریدا جس کی قیمت کا دوتہائی حصہ میں نے اور ایک تہائی میرے خاوند نے ادا کیا تھا۔لیکن اپنے گھر سے نکلنے کے بعد میں والدین کے گھر میں اپنی پانچ بچیوں کے ہمراہ ایک کمرے میں رہنے پر مجبور تھی۔جبکہ میرا خاوند پورے گھر کا اکیلا مالک بن بیٹھا تھا۔میں نے اس پر بھی صبر کرلیا لیکن میرے خاوند کی ایذارسانیاں کم نہ ہوئیں۔شاید اس کا خیال تھا کہ اگر وہ مجھے تنگ کرے گا تو میں مجبور ہوکر اسکے گھر آجاؤں گی لیکن یہ حیلہ کارگر نہ ہوا۔

الٹی ہوگئیں سب تدبیریں

میرا خاوند فلسطین کے شہر نابلس میں کام کرتا تھا جبکہ میری نوکری رام اللہ میں تھی۔میرے خاوند نے اپنے اثر ورسوخ کو استعمال کرتے ہوئے میری تبدیلی نابلس شہر کے ایک ہسپتال میں کروانے کی کوشش کی۔یہ ایک خطرناک سازش اور گھٹیا مکر تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے محض اپنے فضل سے بچایا اور دشمن کو منہ کی کھانی پڑی۔اسکی تفصیل بہت دلچسپ اور ایمان افروز ہے۔

خاوند سے علیحدگی کا کیس دائر کرنے کے ایک ہفتہ کے بعد میں کام پر پہنچی تو مجھے نوٹس ملا کہ تمہاری نوکری رام اللہ سے نابلس کے ہسپتال میں تبدیل ہوگئی ہے۔

میں نے اپنے شعبہ کے سیکرٹری سے پوچھا تو اس نے کہا کہ مجھے تو یہ لکھا ہوا فرمان ملا ہے۔اس سے زیادہ کی خبر نہیں ہے۔میں نے انچارج شعبہ سے پوچھا تو اس نے بہت بے دلی سے جواب دیا کہ یہ روٹین کی تبدیلی ہے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔میں نے کہا کہ آپ کو پتہ ہے کہ میرا خاوند بھی وہیں کام کرتا ہے اور وہ میرے لئے بہت زیادہ مشکلات پیدا کرسکتا ہے۔اس نے کہا کہ ایسی بات ہے تو اس سے پھر صلح کرلو۔

یہاں سے مایوس ہوکر میں ہسپتال کے ایڈمنسٹریٹر کے پاس گئی اور اسے ساری کہانی بتائی۔اس نے کہا کہ جو لوگ آپ کی تبدیلی کی بات کررہے ہیں انہیں کہو کہ مجھے تحریری آرڈر جلدی بھیجیں تا اس پر کارروائی ہوسکے۔

یہ سنتے ہی مجھے احساس ہوگیا کہ یہ میرے خلاف کوئی سازش ہورہی ہے۔تاہم میں ان کے احکامات پر عمل کرنے پر مجبور تھی کیونکہ میرے احمدی ہوجانے کی بناء پر یہ سب میرے خاوند کو مظلوم سمجھ کر اسکی مدد کرنا چاہتے تھے۔

میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ تو جانتا ہے کہ مجھے کس جرم کی پاداش میں یہ سزادی جاری ہے تو ہی ان سے میرا حق لے کر مجھے دلاسکتا ہے۔

اس کے بعد میں نے مکرم محمد شریف عودہ صاحب کو بھی بتایا انہوں نے بھی میرے حالات سن کر کہا کہ ان کی جنگ اب خدا کے ساتھ ہے اور خدا تمہیں تمہارے صبر کی جزادے گا۔سازش کا دوسرا حصہ یہ تھا کہ میری جگہ پر کام کرنے کے لئے یسار نامی ایک شخص نے درخواست دے دی تھی۔لیکن خدا کی قدرت دیکھیں کہ محض ایک دو گھنٹے کے بعد ہی فلسطین کے میڈیکل سروس کے ہیڈ نے بغیر اطلاع کے ہی ہمارے ہسپتال کا دورہ کیا اور آتے ہی ایڈمنسٹریٹر پر سوالات کی بوچھاڑ کردی جن کا ایڈمنسٹریٹر کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔آخر اس نے پوچھا کہ شعبہ استقبال خالی ہے، اس میں کوئی بھی ڈیوٹی پر نہیں تھا اسکی کیا وجہ ہے؟ ایڈمنسٹریٹر کے منہ سے نکل گیا کہ ہمارے پاس عملہ کی کمی ہے۔پھر میڈیکل سروس کا ہیڈ شعبہ ایمرجنسی میں گیا تو وہاں بھی نہ ڈاکٹر تھا نہ کوئی نرس۔یہ دیکھ کر اسکا غصہ عروج پر پہنچ گیا اور اس نے ایڈمنسٹریٹر کو خوب ڈانٹا۔

ابھی وہ ہسپتال سے واپس گیا ہی تھا کہ ایڈمنسٹریٹر نے میرے شعبہ سے رابطہ کرکے کہا کہ میری نابلس میں تبدیلی کا لیٹر رہنے دیں۔اسی طرح یہ بھی کہا کہ جس شخص کو میری جگہ رکھنا تھا اس کی درخواست بھی پھاڑ کر ضائع کردی جائے۔اسکی وجہ یہ تھی کہ ایک طرف تو ایڈمنسٹریٹر صاحب نے میڈیکل سروس کے ہیڈ کو کہا تھا کہ ہمارے ہاں سٹاف کی کمی ہے اور دوسری طرف وہ میری تبدیلی کرکے کسی اور کارکن کو میری جگہ تعینات کررہے تھے جو کہ کھلا تضاد تھا اور اس پر انکی گرفت ہوسکتی تھی۔

اسی اثناء میں مجھے ملازمین کے حقوق کی دیکھ بھال کے ادارے کے چیئرمین کا فون آیا۔اس نے پوچھا کہ تم اس ہسپتال سے اپنی تبدیلی کیوں کروانا چاہتی ہیں؟ میں نے کہا میں تو یہاں پر بہت خوش ہوں اور میں نے تو تبدیلی کی کوئی درخواست نہیں دی۔

اس نے حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مجھے تو یہی اطلاع دی گئی ہے کہ تم نے خود یہ درخواست دی ہے۔پھر اس نے کہا کہ کیا ایڈمنسٹریٹر کے ساتھ تمہارے تعلقات ٹھیک ہیں۔میں نے کہا کہ بالکل ٹھیک ہیں۔

پھر اس نے کہا کہ میں نے کل بھی تمہیں یہی بات پوچھنے کے لئے فون کیا تھا لیکن مجھے بتایا گیا کہ کل تمہاری چھٹی تھی۔میں خاموش رہی کیونکہ یہ بات غلط تھی۔میں تو ڈیوٹی پر موجود تھی لیکن شاید میرے خاوند نے کوئی ایسی سفارش کروائی تھی کہ ساری انتظامیہ مل کر مجھے یہاں سے نکالنے پر تلی ہوئی تھی۔

یسار نامی جس شخص نے میری تبدیلی کے بعد میری جگہ پر نوکری کی درخواست کی ہوئی تھی اس کی ڈیوٹی پہلے ہفتہ میں دودن تھی لیکن وزارت صحت کے نمائندے کے وزٹ کے بعد اسکی ڈیوٹی چاردن ہوگئی۔اس سے تنگ آکر یسار نے خود نابلس کے ہسپتال میں تبدیلی کروالی۔وہاں پر ایک مریض آیا لیکن اس کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کیا گیا۔اس نے شکایت کی جس کا سارا نزلہ یسار پر گرا اور اسکی ایک ہفتے کی تنخواہ کاٹ لی گئی۔یوں مجھے خوار کرنے والے خود ہی اس کا نشانہ بن گئے۔

امام الزمان کی محبت میں اضافہ

2014ء کے جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر مکرم محمد شریف عودہ صاحب نے دارالمسیح اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بستی کے مختلف مقامات پر بعض چھوٹے چھوٹے پروگرام ریکارڈ کئے۔ان کو دیکھ اور سن کر میرے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔پھر جب میں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ساتھ خط وکتابت شروع کی تو حضور انور کے خطوط میں لکھے گئے دعائیہ فقرات کو پڑھ کر میرے دل میں حضور انور کے لئے خاص عقیدت ومحبت پیدا ہوگئی اور خادمہ کا اپنے آقا سے ایک خاص تعلق قائم ہوگیا۔

گھر کے حصول میں غیبی مدد

میں اپنی پانچ بچیوں کے ہمراہ اپنے والدین کے گھر میں صرف ایک ہی کمرے میں رہ رہی تھی۔بچیوں کی چھٹیاں ختم ہورہی تھیں اور ایک کمرے میں رہ کر پڑھائی کرنا انکے لئے خاصا مشکل امر تھا۔اسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ میری بچیاں کالج اور یونیورسٹی جارہی تھیں اور کالج ویونیورسٹی جانے کے لئے بسوں وغیرہ کے کرائے ہی اس قدر تھے کہ پڑھائی مشکل ہو جاتی تھی۔لہٰذا میں نے ایک پراپرٹی ڈیلر سے بات کی اور اسے یونیورسٹی کے قریب کرائے پر کوئی گھر دیکھنے کے لئے کہا۔ایجنٹ خلاف توقع نہایت شریف اور ہمدرد انسان تھا۔اس نے کہا کہ آپ کی خواہش کے عین مطابق یونیورسٹی کے قریب ایک اچھا گھر موجود ہے لیکن میرا مشورہ ہے کہ اسے کرائے پر لینے کی بجائے آپ قسطوں پر خریدلیں۔یوں آپ اسکے کرائے کے برابر قسط ادا کرتی رہیں گی اور آخر پر گھر آپ کا ہوجائے گا۔

مجھے اسکی تجویز پسند آئی، گھر دیکھا اور اسے حاصل کرنے کا فیصلہ کرلیا۔لیکن میرے پاس تو کوئی رقم نہ تھی۔

میں نے ذکر کیا ہے کہ میرے خریدے ہوئے گھر پر تو خاوند نے قبضہ کرلیا تھا۔اس گھر کے ساتھ ایک دکان تھی جو میرا کل اثاثہ تھی۔میں نے اس ایجنٹ کو وہ دکان دکھائی تو اس نے مجھے اسکی بہت اچھی قیمت دیدی اور مکان کی باقی رقم اقساط کے ذریعہ ادائیگی کا معاہدہ بھی کرلیا یوں بہت آسانی سے مجھے یہ گھر مل گیا۔اسی طرح گھر کا فرنیچر اور دیگر سامان بھی بآسانی بغیر کسی بڑے خرچ کے معجزانہ طور پر میسر آگیا۔یہ مرحلہ میرے لئے کس قدر مشکل تھا اس کا اندازہ یا تو میں کرسکتی ہوں یا جو یہاں کے حالات سے واقف ہے وہ کرسکتا ہے۔لیکن اسکے باوجود اتنی آسانی سے ان سب مسائل کا حل ہوجانا میرے لئے بہت بڑا نشان اور خدا تعالیٰ کی تائیدات کا واضح ثبوت تھا۔

آخری کوشش

گھر میں شفٹ ہونے کے بعد میں اپنی بچیوں کو لے کر کبابیر گئی۔اور جب واپس آئی تو ایک اور مشکل میرے سامنے تھی۔میرے والدین سخت ناراض ہوگئے اور میرے والد صاحب نے دوبارہ دوٹوک کہہ دیا کہ اب تم یا تو جماعت کے ساتھ رہو یا ہمارے ساتھ۔جماعت سے تعلق ہم سے علیحدگی کا اعلان ہوگا۔شاید یہ انکی طرف سے مجھے احمدیت سے دور کرنے کی آخری کوشش تھی۔

میں نے انہیں وہی جواب دیا جو اس سے پہلے بھی دے چکی تھی۔میں نے کہا کہ آپ مجھے بہت عزیز ہیں اور آپ کو چھوڑنا میرے لئے کسی بہت بڑے ابتلا سے کم نہیں ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ آپ نے میرے لئے اسکے سوا اور کوئی راستہ نہیں چھوڑا۔میں بھی واضح طور پر کہہ دینا چاہتی ہوں کہ میں جماعت کو کسی قیمت پر نہیں چھوڑسکتی۔یہ دن بہت کٹھن تھے۔میں نے امیر صاحب کبابیر کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔انہوں نے کہا کہ حضور انور کی خدمت میں دعا کے لئے لکھو۔حضور انور کی خدمت میں خط لکھا تو مجھے تسکین ہوگئی اور رات کو خواب میں یہ آیت سنائی دی: وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔یعنی تم نہ سستی کرو، نہ غم کھاؤ کیونکہ اگر تم مؤمن ہو تو تم ہی غالب آنے والے ہو۔

میں نے یہ خواب مکرم امیر صاحب کبابیر کو سنائی تو انہوں نے کہا کہ سب کچھ ٹھیک ہوجائے گا۔اور یہی ہوا۔تھوڑے عرصہ کے بعد جب میرے والدین نے دیکھا کہ میں اپنے موقف پر ڈٹی ہوئی ہوں تو آہستہ آہستہ انہوں نے ہم سے ملنا شروع کردیا۔اور اب خدا کے فضل سے میرے والدین کے ساتھ تعلقات بہت اچھے ہوگئے ہیں۔

اسی طرح ہیومینیٹی فرسٹ نے میری بیٹیوں کی پڑھائی کے اخراجات اٹھانے میں بہت مدد کی ہے۔انکی مدد کے بغیر انکی پڑھائی کے اخراجات پورے کرنا میرے بس کی بات نہ تھی۔فالحمدللہ علیٰ ذلک۔

..............(باقی آئندہ)

سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی اگست و ستمبر 2016ء

تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں اسناد و میڈلز کی تقسیم۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا مستورات سے خطاب۔ عورتوں کے حقوق سے متعلق اسلامی تعلیمات کا بصیرت افروز بیان اور اس حوالہ سے احمدی مسلم خواتین کو اہم نصائح

❁......اسلام ایسا مذہب ہرگز نہیں ہے جو شدت پسندی اور تشدد کو فروغ دیتا ہو بلکہ ایک ایسا مذہب ہے جو امن، برداشت اور عدل کی تعلیم معاشرہ کے ہر طبقہ کے لیے دیتا ہے۔ ❁......احمدیہ مسلم جماعت ایک پرامن مذہبی جماعت ہے جو تمام دنیا میں برداشت، مفاہمت اور عقیدہ کی آزادی پھیلانے کی کوشش کر رہی ہے، لیکن آپ یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے اسلام کی نئی تعریف بنالی ہے یا اس کی تعلیمات میں کسی بھی قسم کی تبدیلی کر لی ہے۔ ہمارے پرامن ہونے کی اور ہمارا بنی نوع انسان سے پیار اور خیال رکھنے نیز دنیا میں پیدا ہو جانے والی تفریقوں کو دور کرنے کی واحد وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم اسلام کی تعلیمات کی پیروی کرتے ہیں۔ ❁......اسلام بتاتا ہے کہ امن کی کنجی معاشرہ کے ہر طبقہ میں عدل و انصاف اور ایمانداری ہے۔ مزید برآں اسلام صرف عدل کی تعلیم ہی نہیں دیتا بلکہ اس کے وہ معیار بھی بیان کرتا ہے جن کی ضرورت ہے۔ ❁......معصوموں پر حملے چاہے وہ اسٹیشنز پر ہوں، ٹرین پر ہوں، کلبوں میں ہوں یا کسی اور جگہ ہوں ان کا بالکل بھی کوئی جواز نہیں بنتا اور ان کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کرنی چاہیے۔ ❁......احمدی مسلمان ہونے کے ناطے ہم دنیا میں اپنے الفاظ، عمل اور دعاؤں سے امن قائم کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں اور ہم ہمیشہ ایسا کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ۔

(جرمن مہمانوں کے ساتھ خصوصی اجلاس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا انگریزی میں خطاب۔ حالات حاضرہ کا حقیقت پر مبنی تجزیہ اور عالمی امن کے قیام کے لئے نہایت اہم تجاویز)

❁......میں نے خلیفہ وقت کو ایک نہایت روحانی شخصیت پایا۔ آپ ایک مرد خدا ہیں۔ آپ بلاخوف و خطر حکومتوں سے مخاطب ہوتے ہیں۔ ❁......خلیفہ کے خطاب سے میڈیا کے بالمقابل اسلام کی صحیح تعلیم سیکھنے کا موقع ملا۔ ❁......خلیفۃ المسیح کا خطاب بالکل حالات حاضرہ پہ مبنی تھا۔ ❁......حضور نے خطاب میں حقیقی اسلام بیان کیا جو آنحضور ﷺ نے سکھایا۔ وہ نہیں جو آج کل غلط طور پر استعمال ہو رہا ہے۔..................(حضور کے خطاب کے بعد تقریب میں شامل مہمانوں کے تأثرات۔)

کروشیا، لتھوینیا اور لاٹویا سے آنے والے وفود کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے الگ الگ ملاقاتیں۔

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

3/ستمبر 2016ء بروز ہفتہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے پانچ بجے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف نوعیت کے دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

آج پروگرام کے مطابق لجنہ جلسہ گاہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خواتین کے جلسہ سے خطاب تھا۔

آج لجنہ کے جلسہ گاہ میں، صبح کے اجلاس کا آغاز دس بجے حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا العالی کی زیر صدارت ہوا جو دوپہر ساڑھے گیارہ بجے تک جاری رہا۔ اس سیشن میں تلاوت قرآن کریم، اس کا اردو ترجمہ اور اردو اور جرمن زبانوں میں دو نظموں کے علاوہ تین تقاریر ہوئیں۔

پروگرام کے مطابق دوپہر بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ ناظمہ اعلیٰ و نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی نے اپنی نائب ناظمات کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کیا اور خواتین نے والہانہ نعرے بلند کرتے ہوئے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔

لجنہ کے اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزہ درّ عجم ہیوبش صاحبہ نے کی اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزہ عائشہ محمود صاحبہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام۔

لوگو سنو! کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں
جس میں ہمیشہ عادتِ قدرت نما نہیں

خوش الحانی سے پیش کیا۔

تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں اسناد و میڈلز کی تقسیم

بعد ازاں پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی 75 طالبات کو اسناد عطا فرمائیں اور حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا العالی نے ان طالبات کو میڈلز پہنائے۔

تعلیمی ایوارڈ حاصل کرنے والی ان خوش نصیب طالبات کے اسماء درج ذیل ہیں۔

1۔صوفیہ ایاز PhD (میڈیکل)۔ 2۔عطیۃ الوہاب PhD (کیمسٹری)۔ 3۔عدیلہ ثنا Masters in Biochemistry and Molecular Biology۔ 4۔مہ جبیں Masters in Philosphy in Zoology۔ 5۔ماریہ ناصر مجوکہ Masters of Science in Economics۔ 6۔ارم شاہد احمد Masters of Arts in English۔ 7۔نائلہ افتخار States Examination in Medical۔ 8۔فاخرہ احمد رانا States Examination in Medical (Dentistry)۔ 9۔باریہ احمد باجوہ States Examination in Medical۔ 10۔مہ پارہ سلطان States Examination in Medical۔ 11۔ماریہ زبیر States Examination in Medical۔ 12۔عائشہ معین لنگا States Examination in Medical۔ 13۔ملیحہ صدف ملک States Examination in Medical۔ 14۔بشریٰ اعجاز باجوہ 1st States Examination in Teaching۔ 15۔فائزہ نیازی چوہدری 1st States Examination in Teaching۔ 16۔سفینہ یاسمین غفار 1st States Examination in Teaching۔ 17۔سحر جاوید 1st States Examination in Teaching۔ 18۔انیلہ نواز States Examination in Teaching in Primary Schools۔ 19۔تابندہ غفار 1st States Examination in Law۔ 20۔باسلہ خان States Examination in Pharmacy۔ 21۔ماہم نصیر Magister Artium in Islamic and Religious Studies۔ 22۔مریم احمد Magister Artium in Islamic Science۔ 23۔عالیہ ہبش چوہدری Master of Arts in Religious Philosophy۔ 24۔عائشہ جاوید Master of Science in Food Chemistry۔ 25۔طاہرہ احمد Master of Science in Business Education۔ 26۔ہبۃ النور مریم Master of Science in Material Science۔ 27۔نازش بھٹی Master of Science in Molecular and Cellular Biology۔ 28۔نداء الفتح گوندل Master of Education in History & Education Science۔ 29۔ثنا احمد Master of Science Strategic Information Management۔ 30۔یاسمین مونوزنونیس Master of Arts in Educational Science۔ 31۔سدرہ مہوش شاہد نیازی Master of Arts in International Studies/Peace and Conflict Research۔ 32۔منزہ افضل Master of Arts in History۔ 33۔ثمائلہ احسان اللہ Master of Science in Mathematics۔ 34۔وردہ انعام MBBS with Distinction۔ 35۔کنول نصیر خان Diploma Social Science۔ 36۔رداء عبیر Bachelor of Science in Clinical Nutrition & Diabetes۔ 37۔مہوش سلیم BS(Hons) in Physics۔ 38۔زہرہ کنول Bachelor of Science (Honors) in Accounting and Finance۔ 39۔قرۃ العین سعید Bachelor of Arts in Communication Design۔ 40۔

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر حقیقی مومن کی نشانی بتاتے ہوئے فرمایا کہ حقیقی مومن وہی ہے جو جو چیز اپنے لئے چاہتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے، دوسرے کے لئے چاہتا ہے۔ یہ ایک ایسا رہنما اصول ہے جو دنیا میں ہر سطح پر گھر سے لے کر بین الاقوامی تعلقات تک پیار محبت اور صلح کی بنیاد ڈالتا ہے۔ جھگڑوں کو ختم کرتا ہے۔ دلوں میں نرمی پیدا کرتا ہے۔ ایک دوسرے کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

مَیں نے کئی موقعوں پر غیروں کے سامنے یہ بات رکھی تو بڑے متأثر ہوتے ہیں لیکن ہمارا مقصد صرف اچھی بات بتا کر لوگوں کو متأثر کرنا نہیں ہے بلکہ اپنے عمل سے اس بات کی اور ہر اسلامی حکم کی خوبصورتی ثابت کرنا بھی ہے۔ ہمیں غیر سوال کر سکتے ہیں کہ بہت اچھی بات ہے لیکن بتاؤ تم میں سے کتنے لوگ اس پر عمل کرتے ہیں۔ جب موقع آئے تو خود غرضی نہیں دکھاتے۔ بات کی خوبصورتی تو اسی وقت ظاہر ہوتی ہے جب بات کہنے والا خود بھی اس پر عمل کر رہا ہو۔

ہم جس طرح اپنے حقوق لینے کے لئے بے چین ہوتے ہیں دوسرے کو حقوق دینے کے لئے بھی وہی معیار قائم کرنے چاہئیں۔ ہم سے کوئی غلطی ہو جائے تو ہم جب اپنے لئے یہ چاہتے ہیں کہ ہماری غلطی معاف ہو اور ہم سے کوئی مؤاخذہ نہ ہو، ہمیں سزا نہ ملے تو پھر جب کوئی دوسرا کوئی غلطی کرتا ہے جس سے ہم متأثر ہو رہے ہوں تو اس کے لئے پھر ہمیں بھی، اگر وہ کوئی عادی مجرم نہیں ہے، وہ بار بار غلطیاں نہیں دہرا رہا، یہی رویّہ اپنانا چاہئے کہ معاف کر دیں۔ ہاں اگر کسی غلطی سے جماعت یا قومی مفادات کو نقصان پہنچ رہا ہو تو پھر یہ فردی غلطی نہیں ہوتی اور اس کا جرم پھر قومی جرم بن جاتا ہے اور پھر ایسے لوگوں کا فیصلہ بھی ادارے کرتے ہیں، کوئی شخص نہیں کرتا۔

غصہ پر قابو رکھنے، صبر کرنے اور بیہودہ گوئی وغیرہ سے باز رہنے سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے نصائح

اللہ تعالیٰ نے ہمیں غصہ دبانے کے بعد جو معاف کرنے کا کہا ہے تو بغیر کسی حکمت کے نہیں کہا کہ معاف کرتے چلے جاؤ۔ بلکہ معافی اور سزا کی حکمت بتا کر فیصلہ کرنے کا کہا ہے۔

اگر معاف کرنے سے اصلاح ہو جاتی ہے تو معاف کرنا بہتر ہے۔ اگر سزا دینا اصلاح کے لئے ضروری ہے تو حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ سزا دی جائے اور پھر بیشک متعلقہ اداروں تک معاملہ لے جایا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے قصورواروں کو معاف کرنے کے عدیم النظیر واقعات کا روح پرور تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 23؍ستمبر 2016ء بمطابق 23 تبوک 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن۔

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر حقیقی مومن کی نشانی بتاتے ہوئے فرمایا کہ حقیقی مومن وہی ہے جو جو چیز اپنے لئے چاہتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے، دوسرے کے لئے چاہتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب الورع والتقویٰ حدیث 4217)۔ یہ ایک ایسا رہنما اصول ہے جو دنیا میں ہر سطح پر گھر سے لے کر بین الاقوامی تعلقات تک پیار محبت اور صلح کی بنیاد ڈالتا ہے۔ جھگڑوں کو ختم کرتا ہے۔ دلوں میں نرمی پیدا کرتا ہے۔ ایک دوسرے کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

مَیں نے کئی موقعوں پر غیروں کے سامنے یہ بات رکھی تو بڑے متأثر ہوتے ہیں لیکن ہمارا مقصد صرف اچھی بات بتا کر لوگوں کو متأثر کرنا نہیں ہے بلکہ اپنے عمل سے اس بات کی اور ہر اسلامی حکم کی خوبصورتی ثابت کرنا بھی ہے۔ ہمیں غیر سوال کر سکتے ہیں کہ بہت اچھی بات ہے لیکن بتاؤ تم میں سے کتنے لوگ اس پر عمل کرتے ہیں۔ جب موقع آئے تو خود غرضی نہیں دکھاتے۔ بات کی خوبصورتی تو اسی وقت ظاہر ہوتی ہے جب بات کہنے والا خود بھی اس پر عمل کر رہا ہو۔ لوگوں کو ہماری امتیازی خصوصیت تو تبھی پتا چلے گی جب ہمارے قول و فعل ایک جیسے ہوں گے۔ لوگ صرف بات سننے تک نہیں رہتے بلکہ ہمیں دیکھتے بھی ہیں۔

مَیں نے جرمنی کے سفر کے دوران وہاں جو آخری جمعہ پڑھایا غالباً اس میں ذکر کیا تھا کہ جب جرمنی میں مسجد کے افتتاح کے موقع پر اس علاقے کے ڈسٹرکٹ کمشنر نے یہ اعتراض کیا کہ تم لوگ عورتوں سے ہاتھ نہ ملا کر ان کے ساتھ غلط رویّہ دکھاتے ہو۔ تو جب میں نے اس کا کچھ تفصیلی جواب دیا تو ایک شخص نے بعد میں اپنے تأثرات دیتے وقت یہ بھی کہا تھا کہ بالکل ٹھیک بات ہے ہر ایک کو آزادی ہے اور جو اس کا مذہب کہتا ہے یا روایات کہتی ہیں اس پر عمل کرنا اس کا حق ہے جبکہ ملک کا یا عوام کا اس سے نقصان بھی نہ ہو رہا ہو۔ کہنے لگا لیکن یہ بات تو تمہارے خلیفہ نے کہی ہے۔ اس کی حقیقت تو تب پتا چلے گی جب ہم دیکھیں گے کہ احمدی نوجوان بھی اس پر عمل کرتے ہیں یا نہیں، یا ان کی اکثریت اس پر عمل کرتی ہے یا نہیں۔

پس جب ہم مذہب کے حوالے سے کسی حکم کی اور اس حوالے سے اعلیٰ اخلاق کی بات کرتے ہیں تو غیر ہمیں دیکھتے بھی ہیں کہ ان کا اپنا عمل کیا ہے۔ اس بات سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کے اعلیٰ اخلاق قائم کرنے کے لئے بتائی کہ تمہارے حقیقی مومن ہونے کا تب پتا چلے گا جب تمہارے اخلاق بھی اعلیٰ ہوں گے۔ تمہارے ایک دوسرے کے لئے جذبات اور احساسات کے معیار بلند ہوں گے۔ اور وہ معیار کیا ہیں؟ یہ کہ جو چیز تم اپنے لئے پسند کرو وہ دوسرے کے لئے پسند کرو۔ یہ نہیں کہ اپنے حقوق لینے کے لئے انصاف انصاف کی آوازیں بلند کرتے رہو اور دوسروں کے حقوق دیتے وقت منفی رویّہ دکھاؤ۔

پس ہم جس طرح اپنے حقوق لینے کے لئے بے چین ہوتے ہیں دوسرے کو حقوق دینے کے لئے بھی وہی معیار قائم کرنے چاہئیں۔ ہم سے کوئی غلطی ہو جائے تو ہم جب اپنے لئے یہ چاہتے ہیں کہ ہماری غلطی معاف ہو اور ہم سے کوئی مؤاخذہ نہ ہو، ہمیں سزا نہ ملے تو پھر جب کوئی دوسرا کوئی غلطی کرتا ہے جس سے ہم متأثر ہو رہے ہوں تو اس کے لئے پھر ہمیں بھی اگر وہ کوئی عادی مجرم نہیں ہے، وہ بار بار غلطیاں نہیں دہرا رہا، یہی رویّہ اپنانا چاہئے کہ معاف کر دیں۔ ہاں اگر کسی غلطی سے جماعت یا قومی مفادات کو نقصان پہنچ رہا ہو تو پھر یہ فردی غلطی نہیں ہوتی اور اس کا جرم پھر قومی جرم بن جاتا ہے اور پھر ایسے لوگوں کا فیصلہ بھی ادارے کرتے ہیں، کوئی شخص نہیں کرتا۔

بہر حال میں یہ بات کر رہا ہوں کہ معاشرے کے روزمرہ کے آپس کے معاملات میں جو حق ہم اپنے لئے سمجھتے ہیں وہ حق دوسرے کو بھی دیتے ہیں یا نہیں یا دینے کی ہماری سوچ ہے یا نہیں۔ اور اس میں بنیادی اِکائی گھر ہے، دوست احباب ہیں، بہن بھائی ہیں، دوسرے رشتہ دار ہیں۔ جب چھوٹے پیمانے پر، اپنے چھوٹے سے حلقے میں یہ سوچ ہو گی تو پھر معاشرے میں وسیع طور پر بھی یہی سوچ پھیلے گی۔ خود غرضیاں ختم ہوں

گی۔حق دینے کی باتیں زیادہ ہوں گی۔ معاف کرنے کے رجحان بڑھیں گے۔سزا دینے یا دلوانے کے رجحان میں کمی ہوگی۔اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی ظاہری حقوق اور ضروریات کا خیال رکھنے کے ساتھ ساتھ معاف کرنے کے رجحان کو بھی اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (آل عمران:135)۔یعنی وہ لوگ جو آسائش میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی اور غصّہ دبا جانے والے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

پس پہلے تو اللہ تعالیٰ نے اس میں اللہ تعالیٰ کے ان بندوں کے حق کی ادائیگی کے لئے خرچ کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے جو ضرورتمند ہیں۔محسن تو ہے ہی وہ جو دوسروں کے کام آنے والا ہو۔ان کو فائدہ پہنچانے والا ہو۔نیکیوں پر قائم رہنے والا ہو۔تقویٰ پر چلنے والا ہو۔پس جو نیکیوں پر قائم رہنے والا اور دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی خاطر اور تقویٰ پر چلتے ہوئے فائدہ پہنچانے والا ہو یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں بےنفس ہوتا ہے۔چُھپ کر اور ظاہراً اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر خرچ کرتا ہے۔اور جب یہ حالت انسان میں پیدا ہو جائے تو پھر وہ خود غرضیاں نہیں دکھاتا۔اپنے بھائی کے لئے برائی نہیں چاہتا۔اور ایسے لوگ روحانی طور پر بھی ترقی کرتے ہیں۔اور ایسے لوگ پھر ان لوگوں میں شامل ہو جاتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے۔پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ محسنین کی یہ بھی نشانی ہے کہ وہ اپنے جذبات پر بھی کنٹرول رکھنے والے ہیں، قابو رکھنے والے ہیں۔اور ایسا کنٹرول جو نہ صرف ایسی حالت میں جبکہ غصّہ آنا قدرتی بات ہے غصّہ کو دبانے والے ہیں بلکہ اس طرح جذبات میں قابو رکھتے ہیں اور اس کا امتحان اس وقت ہوگا جب غصہ دبانے کے بعد دوسروں کو معاف کرنے کی بھی حالت پیدا ہو۔یہ بات کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ ہر قسم کے غصہ اور بدلے کے جذبات کو دل سے نکال دیا جائے۔یہ بہت بڑی بات ہے۔جب غصہ بھی نہ آئے اور بدلہ لینے کے جذبات بھی دل سے نکل جائیں اور نہ صرف یہ کہ غصہ کے جذبات کو نکال دیا جائے بلکہ غلطی کرنے والے پر کچھ احسان بھی کر دیا جائے۔یہ بہت بڑی بات ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ مومن میں یہ باتیں پیدا ہوں۔

روایات میں حضرت حسنؓ کا ایک واقعہ آتا ہے کہ آپ کے ایک غلام نے کوئی غلطی کی۔اس پر آپ کو اس پر بڑا غصہ آیا اور سزا دینا ہی چاہتے تھے کہ اس پر اس غلام نے آیت کا یہ حصہ پڑھا کہ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ ۔اور وہ جو غصہ دباتے ہیں۔اس پر حضرت حسن نے سزا دینے کے لئے جو ہاتھ اٹھایا تھا اسے نیچے گرا لیا یا ہاتھ ہی نہیں اٹھایا۔اس پر غلام کو اور جرأت پیدا ہوئی تو اس نے کہا۔وَالْعَافِیْنَ ۔یعنی ایسے لوگ لوگوں کو معاف کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔اس پر حضرت حسن نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کہا کہ جاؤ مَیں نے تمہیں معاف کیا۔اس بات پر غلام کو مزید جرأت پیدا ہوئی تو اس نے کہا کہ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۔ کہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔اس پر انہوں نے اس غلام کو کہا کہ جاؤ مَیں نے تمہیں آزاد کیا۔جہاں جانا چاہتے ہو چلے جاؤ۔(ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ 180-179۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اللہ تعالیٰ کی محبت کی خواہش رکھنے والوں اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے والوں کے یہ رویّے ہوتے ہیں کہ نہ صرف قصوروار کا قصور معاف کر دیں بلکہ اس پر احسان بھی کر دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کے حوالے سے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’یاد رکھو جو شخص سختی کرتا ہے اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آکر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔گندہ دہن اور بےلگام کے ہونٹ لطائف کے چشمے سے بےنصیب اور محروم کئے جاتے ہیں‘‘۔(جو گالیاں نکالنے والا ہے، بےلگام بولنے والا ہے وہ پھر ایسی باتیں جو حکمت کی باتیں ہیں، جو گہری باتیں ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ باتیں ہیں ان سے محروم ہو جاتا ہے۔) فرمایا ’’غضب اور حکمت دونو جمع نہیں ہو سکتے۔جو مغلوب الغضب ہوتا ہے۔اس کی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے۔اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیئے جاتے۔غضب نصف جنون ہے جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پورا جنون ہو سکتا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 127-126۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ’’یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے‘‘۔(عقل مند آدمی میں بلا وجہ کا جوش پیدا نہیں ہوتا جو غصہ کا جوش ہو۔) فرمایا کہ ’’جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی۔لیکن جو صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اس کو ایک نور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل و فکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے۔غصہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں اس لئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 180۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اسلام کی تعلیم بڑی حکمت والی ہے کہ جو غلطی کر دی جائے تو فیصلہ کرتے وقت اگر انسان کسی چیز کے خلاف بھی ہو، کسی شخص کے خلاف بھی ہو، کوئی سزا ایسا معاملہ ہو تو تب بھی سوچ سمجھ کر اس کا فیصلہ کرنا چاہئے نہ کہ مغلوب الغضب ہو کر۔بعض جگہ سختی کرنی پڑتی ہے لیکن غضب میں آکر غصہ میں آکر سختی کرنا جائز نہیں۔اسلام میں سزاؤں کا تصور ہے لیکن اس کے لئے اصول و قواعد ہیں۔غضب میں آکر سزا حکمت سے دُور لے جاتی ہے، انصاف سے دور لے جاتی ہے۔اس لئے آپ نے فرمایا کہ غضب میں آکر اگر سزا دو گے تو یہ دل کی سختی بن جائے گی اور جب دل سخت ہو جائیں تو پھر معارف اور حکمت کی باتیں منہ سے نہیں نکلتیں بلکہ عقل ماری جاتی ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ غصّہ کو دباؤ۔دماغ کو ٹھنڈا کرو۔پھر سزا دینے یا نہ دینے کا فیصلہ کرو بشرطیکہ اس کا اختیار بھی رکھتے ہو۔یہ نہیں کہ ہر ایک کو اٹھ کے سزا دینے کا اختیار مل گیا۔غصہ کو دبانے کے لئے صبر کا مادہ ہونا ضروری ہے۔پس صبر کے معیاروں کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔آپ نے فرمایا کہ صبر کرنے والوں کی عقل و فکر کی قوتوں کو روشنی ملتی ہے۔ان کی سوچیں بالغ ہوتی ہیں۔ان کو روشنی ملتی ہے۔ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی رہنمائی ملتی ہے۔اگر ایک مومن کسی بھی بات کا عقل سے کوئی فیصلہ کرنے والا ہو چاہے وہ ناپسندیدہ بات ہو تو ان کے فیصلہ میں جلد بازی نہیں ہوتی بلکہ صبر سے، سوچ سمجھ کے فیصلہ کرتے ہیں بلکہ مثبت اور منفی پہلو دیکھ کر تفصیل میں جا کر پھر فیصلے ہوتے ہیں۔

یہ بھی واضح ہو جیسا کہ مَیں نے کہا کہ سزا دینے کا اختیار بھی ہر ایک کو نہیں ہے۔یہ کہہ دیں کہ میں نے سوچا اور میری عقل سزا دینے کا کہتی ہے اس لئے سزا دیتا ہوں۔سزا دینا تو اب اس زمانے میں متعلقہ اداروں کا کام ہے۔معاف تو انسان بےشک اپنے قصوروار کو خود کر سکتا ہے لیکن سزا دینے کے لئے بہرحال قانون کی مدد چاہئے یا متعلقہ ادارے کی مدد چاہئے۔اس بات کو انسان اگر ہر وقت سامنے رکھے تو آپس میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر جو لڑائیاں ہو رہی ہوتی ہیں وہ نہ ہوں۔ایک دوسرے پر مقدمے بازی کر کے جو وقت اور رقم کا ضیاع ہو رہا ہوتا ہے وہ نہ ہو۔مقدمہ عدالت میں لے جانے پر اگر ایک عدالت کسی قصوروار کو معاف کرتی ہے تو دوسرے فریق کا غیظ و غضب مزید بھڑکتا ہے کہ اس کو معاف کیوں کر دیا یا اس کو کم سزا کیوں دی گئی۔اور وہ اگلی عدالت میں مقدمہ لے جاتا ہے۔اور معاملات بھی ایسے نہیں ہوتے کہ کوئی بڑے خوفناک ہوں۔بڑے چھوٹے چھوٹے معاملات ہوتے ہیں۔قضا میں بھی اس طرح کے معاملات آتے ہیں۔اور بعض احمدی یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نے قضا سے فیصلہ نہیں کروانا۔عدالت میں چلے جاتے ہیں۔حالانکہ وہ کوئی ایسی بات نہیں ہوتی کہ جس پہ مقدمے بازیاں کی جائیں اور اس وجہ سے وہ اپنا نقصان بھی کر رہے ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں غصہ دبانے کے بعد جو معاف کرنے کا کہا ہے تو بغیر کسی حکمت کے نہیں کہا کہ معاف کرتے چلے جاؤ۔بلکہ معافی اور سزا کی حکمت بتا کر فیصلہ کرنے کا کہا ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ۔ اِنَّہٗ لَایُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ (الشوریٰ:41)۔ وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا اور بدی کا بدلہ کی جانے والی بدی کے برابر ہوتا ہے۔پس جو کوئی معاف کرے بشرطیکہ وہ اصلاح کرنے والا ہو تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔یقیناً وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

پس اصل چیز مجرم کو اس کے جرم کا احساس دلا کر اصلاح کرنا ہے نہ کہ بدلہ لینا، مقدمہ بازیوں میں پھنسانا، اپنا بھی مال ضائع کرنا اور دوسرے کا بھی مال ضائع کروانا۔اپنا بھی وقت ضائع کرنا اور دوسرے کا وقت ضائع کروانا اور اگر جماعتی اداروں میں بات ہے تو ان پہ بدظنیاں کرنا۔اگر معاف کرنے سے اصلاح ہو جاتی ہے تو معاف کرنا بہتر ہے۔اگر سزا دینا اصلاح کے لئے ضروری ہے تو حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ سزا دی جائے اور پھر بیشک متعلقہ اداروں تک معاملہ لے جایا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پُر حکمت حکم کے بارے میں کئی جگہ تحریر فرمایا ہے۔ ایک جگہ آپ تریاق القلوب میں فرماتے ہیں کہ:

’’قانونِ انصاف کی رو سے ہر ایک بدی کی سزا اُسی قدر بدی ہے۔لیکن اگر کوئی شخص اپنے گناہگار کو معاف کرے بشرطیکہ اس معاف کرنے میں شخصِ مجرم کی اصلاح ہو، نہ یہ کہ معاف کرنے سے اور بھی زیادہ دلیر ہو اور بیباک ہو جائے تو ایسا شخص خدا تعالیٰ سے بڑا اجر پائے گا‘‘۔یعنی معاف کرنے والا اجر پائے گا۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 163)

پھر براہین احمدیہ میں آپ فرماتے ہیں کہ:

’’بدی کی پاداش میں اصول انصاف تو یہی ہے کہ بدکُن آدمی اسی قدر بدی کا سزاوار ہے جس قدر اس نے بدی کی ہے۔پر جو شخص عفو کر کے کوئی اصلاح کا کام بجا لائے یعنی ایسا عفو نہ ہو جس کا نتیجہ کوئی خرابی ہو سو اس کا اجر خدا پر ہے‘‘۔(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 434-433 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)۔یعنی معاف کرنا اصلاح کے لئے ہو جائے تو بڑی اچھی بات ہے اور وضاحت اس کی یہ ہے کہ خرابی نہ پیدا ہو ایسی معافی سے۔اگر کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کا معاف کرنے والے کو جو اجر ملے گا وہ خدا تعالیٰ کے پاس ہے جتنا چاہے وہ دے دے۔

پس عفو اور معاف کرنا اس وقت ہے جب قصوروار کا رویّہ نظر آتا ہو کہ وہ آئندہ یہ غلط کام نہیں کرے گا۔بعض عادی مجرم ہوتے ہیں اور ہر مرتبہ جرم کر کے معافی مانگتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے سزا ضروری ہوتی ہے اور سزا پھر اس طرح ہو کہ اس سے اس کی اصلاح کا پہلو نکلتا ہو۔

پھر ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ: ’’بدی کا بدلہ اسی قدر بدی ہے جو کی گئی۔ لیکن جو شخص عفو کرے اور گناہ بخش دے اور اس عفو سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو، نہ کوئی خرابی تو خدا اس سے راضی ہے اور اسے اس کا بدلہ دے گا۔ پس قرآن کے رو سے نہ ہر ایک جگہ انتقام محمود ہے‘‘ (یعنی نہ انتقام لینا ہر جگہ ضروری ہے اور تعریف کے قابل ہے) ’’اور نہ ہر یک جگہ عفو قابل تعریف ہے‘‘۔ (نہ معاف کرنا قابل تعریف ہے۔) ’’بلکہ محل شناسی کرنی چاہئے‘‘۔ (یہ دیکھنا چاہئے کہ موقع کیسا ہے؟ فائدہ کس میں ہے؟ سزا میں یا معافی میں۔) ’’اور چاہئے کہ انتقام اور عفو کی سیرت پابندی محل اور مصلحت ہو۔ نہ بے قیدی کے رنگ میں۔ یہی قرآن کا مطلب ہے‘‘۔ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 30)

یہ کوئی نہیں ہے کہ کسی اصول کے بغیر، کسی ضابطے کے بغیر سزا دی جائے یا بلا وجہ معاف کر دیا جائے۔ اس کے لئے کوئی حدود ہیں۔ ان حدود کے اندر رہنا چاہئے اور یہ چیز دیکھنی چاہئے کہ فائدہ کس میں ہے۔ پس یہ ہے اسلامی سزا اور معافی کی حکمت کہ اصلاح مدّنظر ہو۔

آجکل دنیاوی قانون میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہر جرم کی سزا دی جاتی ہے اور پھر جیلوں میں اس لئے رکھا جاتا ہے کہ اصلاح ہو لیکن خود یہاں کے ترقی یافتہ ملکوں کے بھی تجزیہ نگار اب لکھنے لگ گئے ہیں کہ جیلوں میں جب مجرم سزا کاٹ کے نکلتے ہیں تو جرموں میں اور بھی بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ سزا دینے والے بھی اور مجرم بھی صرف قانون کی پابندی کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا خوف ان میں نہیں ہوتا۔ بہرحال مومنوں کو عام ہدایت یہی ہے کہ ان میں قصوروں کو معاف کرنے کی عادت ہونی چاہئے اور قصور کی نوعیت اور مجرم کی حالت اور سابقہ رویّے کے مطابق فیصلہ ہونا چاہئے۔ نہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ آنکھیں بند کر کے ہر ایک کو معاف کرتے چلے جاؤ، نہ یہ کہ غضبناک ہو کر سزائیں دینے کی طرف ہی رجحان ہو۔ معاف کرتے چلے جانے سے بھی معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور سزا دیتے چلے جانے سے بھی رنجشیں اور کینے بڑھتے ہیں اور معاشرے میں نفرتوں کی دیواریں کھڑی ہوتی ہیں اور بدامنی پھیلتی چلی جاتی ہے۔

اگر ہم جائزہ لیں، اپنے ماحول پر نظر ڈالیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ وہ لوگ جن کا قصور کیا گیا ہو وہ اس بات کا شدت سے اظہار اور مطالبہ کرتے ہیں کہ مجرم کو سزا دینی ضروری ہے تا کہ دوسروں کے لئے یہ سزا عبرت کا ذریعہ بنے اور کسی کو کسی قسم کی غلطیاں کرنے کی جرأت نہ ہو۔ اور مجرم جس نے قصور کیا ہو وہ یہ کہتا ہے کہ معاف کرنا چاہئے۔ آجکل ہیومن رائٹس کی تنظیمیں بھی بہت سی بن گئی ہیں وہ جہاں بعض اچھے کام کر رہی ہیں وہاں معاف کروانے میں بھی بہت زیادہ افراط سے کام لیتے ہوئے ہر مجرم کو معاف کروانے کی کوشش کرتی ہیں۔ اسی طرح جو مجرم دین کے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی کچھ شدھ بدھ رکھتے ہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ معاف کرو اس لئے معاف کرنا چاہئے کیونکہ خدا خود بھی بندوں کو معاف کرتا ہے۔ اس لئے تم بھی بندوں کا حق ادا کرتے ہوئے معاف کرو۔ انفرادی طور پر بھی ہر ایک اپنے قصوروار کو معاف کرے اور جماعتی طور پر بھی ہر ایک کو معاف کیا جائے قطع نظر اس کے کہ اس سے جماعت کو فائدہ ہو رہا ہے یا نقصان تا کہ بندوں کے حق ادا ہوں۔ دونوں طرف سے یہ باتیں کرنے والے جو بڑھ بڑھ کر باتیں کرتے ہیں یا تو عادی مجرم ہوتے ہیں یا انصاف سے ہٹ کر اپنے حق میں فیصلہ کروانا چاہتے ہیں۔ ایک تو جرم کرتے ہیں پھر جرم کی سزا سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم کا ناجائز حوالہ دیتے ہیں یہ لوگ خود غرض ہوتے ہیں۔ اگر ان کا کوئی قصور کرے تو کبھی معاف نہیں کرتے بلکہ بڑھ بڑھ کر مجرم کو سزا دلوانے کی کوشش کرتے ہیں۔ گویا ان کا اصول یہاں بدل جاتا ہے۔ اس وقت اس حکم کو بھول جاتے ہیں کہ دوسرے کے لئے بھی وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔

اسی طرح جو معاف نہیں کرنا چاہتے اور چاہتے ہیں کہ ضرور میرے قصوروار کو سزا ملے وہ بھی اگر اپنا معاملہ ہو تو معافیاں مانگ کر کہیں گے کہ معاف کرنا اچھا ہے۔ اسلام ایسے خودغرضوں کی باتوں کو ردّ کرتا ہے اور انتہائی انصاف پر مبنی فیصلہ دیتا ہے کہ اگر یہ یقین ہے کہ معاف کرنے سے اصلاح ہو گی تو بہتر ہے کہ معاف کر دو۔ اگر یہ بات صاف نظر آتی ہے کہ سزا کے بغیر گزارہ نہیں تو سزا ضروری ہے۔ بہرحال یہ تو اسلام کی ایک اصولی تعلیم ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس حد تک معاف فرمایا کرتے تھے اور آپ نے صحابہ کو اس بارے میں کیا نصائح فرمائی ہیں۔ حضرت امام حسن کی مثال میں نے دی تھی کہ انہوں نے اپنے ملازم کی ایک غلطی پر معاف کر دیا لیکن وہ ایک چھوٹی سی غلطی تھی۔ معاف کرنے کی معراج تو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتی ہے کہ جن لوگوں کی سزا کے فیصلہ بھی ہو گئے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی معاف فرما دیا۔ کسی دوسرے کے قصوروار کو معاف نہیں کیا بلکہ اپنے قصورواروں کو، اپنی اولاد کے قاتلوں کو معاف کر دیا کیونکہ ان کی اصلاح ہو گئی تھی۔

روایات میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک شخص ھبار بن اسود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ پر مکہ سے مدینہ ہجرت کرتے وقت نیزے سے قاتلانہ حملہ کیا۔ آپ اس وقت حاملہ تھیں۔ حملہ کی وجہ سے آپ کا حمل بھی ضائع ہو گیا۔ زخمی بھی ہوئیں، چوٹ لگی اور اسی چوٹ کی وجہ سے آپ کی وفات بھی ہو گئی۔ اس جرم کی وجہ سے ھبار کے لئے قتل کی سزا کا فیصلہ ہوا۔ فتح مکہ کے موقع پر یہ شخص بھاگ کر کہیں چلا گیا مگر بعد میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس تشریف لائے تو ھبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ رحم کی بھیک مانگتا ہوں۔ پہلے میں آپ سے ڈر کر فرار ہو گیا تھا لیکن مجھے آپ کا عفو اور رحم واپس لے آیا ہے۔ اے خدا کے نبی! ہم جاہل تھے، مشرک تھے، خدا نے ہمیں آپ کے ذریعہ ہدایت دی اور ہلاکت سے بچایا۔ میں اپنی زیادتیوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ پس میری جہالت سے صَرفِ نظر فرماتے ہوئے مجھے معاف فرمائیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کے اس قاتل کو معاف فرما دیا اور فرمایا کہ جا اے ھبار! میں نے تجھے معاف کیا اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس نے تمہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ پس جب آپ نے دیکھا کہ اصلاح ہو گئی ہے تو اپنی بیٹی کے قاتل کو بھی معاف فرما دیا۔

(تاریخ الخمیس جلد دوم باب ذکر الرجال الاحد عشر الذین اھدر دمھم یوم فتح مکۃ صفحہ 93 مطبوعہ موسسۃ شعبان بیروت)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر ہونے والی کسی زیادتی کا کبھی انتقام نہیں لیا۔ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب مباعدتہ ﷺ للآثام ...... الخ حدیث 5944)

تبھی تو آپ نے کھانے میں زہر ملا کر کھانا کھلانے والی یہودیہ کو بھی معاف فرما دیا تھا حالانکہ بعض صحابہ کو زہر کا اثر بھی ہو گیا تھا۔ (سیرت ابن ہشام باب بقیۃ امر خیبر صفحہ 627-626 مطبوعہ المکتبۃ العصریۃ بیروت)

پھر ہند جس نے جنگ اُحد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ کا مُثلہ کیا تھا۔ ان کے جسم کے اعضاء کاٹے تھے۔ کان ناک وغیرہ کاٹے تھے اور کلیجہ نکال کر چبایا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر عورتوں کے ساتھ مل کر اس نے بیعت کر لی۔ اس کے بعض سوالوں کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہچان لیا اور پوچھا کہ کیا تم ابوسفیان کی بیوی ہند ہو؟ اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ! اب تو میں دل سے مسلمان ہو چکی ہوں۔ جو پہلے ہو چکا اس سے درگذر فرمائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند کو معاف فرما دیا۔ ہند پر آپ کے عفو کا ایسا اثر ہوا کہ اس کی کایا ہی پلٹ گئی۔ بہت مخلص ہو گئی۔ بلکہ اسی دن شام کو اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور دو بکرے بھون کر کھانے کے لئے بھجوائے اور ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ آجکل جانور کم ہیں اس لئے حقیر سا تحفہ پیش ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ! ہند کے ریوڑوں میں بہت برکت ڈال۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ اس دعا کے نتیجہ میں ایسی برکت پڑی کہ اس کے ریوڑ سنبھالے نہیں جاتے تھے۔

(سیرت الحلبیۃ جلد 3 صفحہ 137 تا 139 باب فتح مکۃ شرفھا اللہ تعالیٰ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کو ہر ایک جانتا ہے۔ اس کی تمام تر گستاخیوں کے باوجود اس کو معاف فرمایا اور اس کا جنازہ بھی پڑھا دیا۔ باوجود اس کے کہ حضرت عمرؓ بار بار عرض کرتے تھے کہ اس کا جنازہ نہ پڑھائیں۔ (صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ما یکرہ من الصلاۃ علی المنافقین ...... الخ حدیث 1366)

کعب بن زہیر ایک مشہور شاعر تھا بعض باتوں کی وجہ سے اس کے لئے بھی سزا کا حکم ہو چکا تھا۔ فتح مکہ کے بعد ان کے بھائی نے اسے لکھا کہ اب آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی مانگ لو۔ چنانچہ وہ مدینہ آ کر اپنے ایک جاننے والے کے پاس ٹھہر گئے اور فجر کی نماز مسجد نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ادا کی۔ نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کعب بن زہیر تائب ہو کر آیا ہے اور معافی کا خواستگار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے شکل سے پہچانتے نہیں تھے۔ اس لئے اس نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو اسے پیش کیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں آ جائے سامنے۔ اس پر اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں ہی کعب بن زہیر ہوں۔ اس پر ایک انصاری اسے قتل کرنے کے لئے اٹھے کیونکہ اس کے متعلق حدّ لگنے کی وجہ سے قتل کا فیصلہ ہو چکا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ معافی کا خواستگار ہو کر آیا ہے اسے چھوڑ دو۔ اس کے بعد اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک قصیدہ پیش کیا جس پر آپ نے خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے اپنی چادر بھی اسے اوڑھا دی۔

(تاریخ الخمیس جلد دوم باب اسلام کعب بن زہیر صفحہ 121 مطبوعہ موسسۃ شعبان بیروت)

پس یہ تھا آپ کی معافی کا معیار کہ نہ صرف معاف فرماتے تھے بلکہ انعام دے کر، دعائیں دے کر رخصت فرماتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو کی بے شمار مثالیں ہیں۔ ایسے معراج پر پہنچا ہوا عفو

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’خدا کے مقربوں کو بڑی بڑی گالیاں دی گئیں۔ بہت بری طرح ستایا گیا۔ مگر ان کو اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْن کا ہی خطاب ہوا۔ خود اس انسان کامل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بری طرح تکلیفیں دی گئیں۔ اور گالیاں، بدزبانی اور شوخیاں کی گئیں۔ مگر اس خُلقِ مجسم ذات نے اس کے مقابلے میں کیا کیا۔ ان کے لئے دعا کی۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کرلیا تھا کہ جاہلوں سے اعراض کرے گا تو تیری عزت اور جان کو ہم صحیح وسلامت رکھیں گے اور یہ بازاری آدمی اُس پر حملہ نہ کرسکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور کے مخالف آپ کی عزّت پر حرف نہ لا سکے اور خود ہی ذلیل وخوار ہو کر آپ کے قدموں پر گرے یا سامنے تباہ ہوئے۔‘‘ (ملفوظات جلد اول صفحہ 103)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو عفو اور درگزر کے کن معیاروں کو حاصل کرنے کی نصیحت فرمائی۔ اس بارے میں روایات میں بہت سے واقعات ملتے ہیں ایک آدھ مَیں پیش کرتا ہوں۔

ایک دفعہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرا ایک غلام ہے جو غلط کام کرتا ہے کیا میں اسے بدنی سزا دے سکتا ہوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس سے ہر روز ستّر مرتبہ درگزر کر لیا کرو۔ (مجمع الزوائد جلد 4 صفحہ 309 کتاب العتق حدیث 7231 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت) یعنی بہت زیادہ درگذر کیا کرو۔ پس ملازموں اور ماتحتوں سے حسن سلوک کا یہ وہ معیار ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا۔

یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ آجکل غلامی نہیں ہے اور ایک مومن ملازم سے بھی یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ بھی اس کے ذمہ جو فرائض ہیں ان کا بھی حق ادا کرنے والا ہو۔ صرف اس لئے کہ درگزر کا حکم ہے اس لئے ہر کام خراب کرتا جائے یہ بھی غلط چیز ہے۔ جس طرح اور جگہوں پر یہ بھی حکم ہے کہ جو کام کسی کے ذمہ کیا گیا ہے اس کو ادا کرنے کا بھی پورا حق ادا کرنا چاہئے۔ پس دونوں طرف یہ حکم ہے۔ جہاں مالک کو ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض نہ ہو، درگزر کرے وہاں ملازم کے لئے بھی یہی ہے کہ اپنے ذمہ جو ذمہ داری ہے ان کا بھی پورا حق ادا کرے۔

عفو اور درگذر کے بارے میں ہمیں نصیحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔ تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو۔ اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔‘‘ فرمایا کہ ’’میں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصّہ کا نقص اب تک موجود ہے تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔‘‘ فرمایا ’’اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہئے کہ ابتدا میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے تو اس کے لئے درد دل سے دعا کرے‘‘۔ (صبر سے پہلے اپنی تربیت کرو اور دوسرے کی تربیت بھی کرو اور اس کے لئے ذریعہ یہ ہے کہ دعا کرو) ’’کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے۔ اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے۔‘‘ فرمایا ’’خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے‘‘۔ فرمایا ’’یہ سچ ہے کہ سب انسان ایک مزاج کے نہیں ہوتے۔‘‘ (طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں۔) فرمایا ’’اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے۔ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ (بنی اسرائیل: 85)۔ (یعنی ہر ایک اپنی جبلّت کے مطابق عمل کرتا ہے۔) لیکن آپ فرماتے ہیں کہ ’’بعض آدمی ایک قسم کے اخلاق میں اگر عمدہ ہیں تو دوسری قسم میں کمزور۔ اگر ایک خلق کا رنگ اچھا ہے تو دوسرے کا برا‘‘۔ فرمایا ’’لیکن تاہم اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اصلاح ناممکن ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 128-127)

طبیعتیں ہر ایک کی اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں۔ بعضوں کے بعض اخلاق بہت اچھے ہیں۔ اس میں ترقی ہے لیکن دوسرے میں کمزوری ہے لیکن فرمایا اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ اصلاح ناممکن ہو جائے اور تمام اخلاق نہ اپنائے جائیں۔

پس بیشک انسان کی طبیعتیں مختلف ہیں۔ جن میں کمزوریاں ہیں ان میں کچھ اچھائیاں بھی ہیں۔ یہ نہیں کہ ہر کسی میں صرف کمزوریاں ہی کمزوریاں ہیں اور اچھائی کوئی نہیں۔ اچھائیاں بھی ہیں کمزوریاں بھی ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے ہمیں اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے اور وہ اعلیٰ اخلاق اپنانے چاہئیں جو ایک حقیقی مومن کا معیار ہیں۔ کمزوریاں دور کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہنا چاہئے اور اس بات کی کوشش ہونی چاہئے کہ ہم اپنے ماحول کو پر امن بنانے کی کوشش کریں اور اس کے لئے جو اصول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے لئے پسند کرتے ہو یا اپنے لئے چاہتے ہو وہ اپنے بھائی کے لئے بھی چاہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم ان معیاروں کو حاصل کرنے والے ہوں۔

بقیہ رپورٹ دورۂ جرمنی 2016ء
از صفحہ نمبر 4 ....

سائرہ احمد - Bachelor of Arts in Sociology -
41- ھبۃ الحبیب ناصر Bachelor of Arts in Media Conception and Production -
42- ہما احمد Bachelor of Arts in Religious Science -
43- عائشہ شاہین Bachelor of Arts in History and Islamic Science -
44- عطیہ قادر صادق گھمن Bachelor of Arts in Islamic Science -
45- آصفہ وسیم احمد Bachelor of Science in Architecture -
46- آنیہ اسلام بیگ Bachelor of Science in Mathematics -
47- فاریہ خان احمد Bachelor of Arts in Gender Study and Indology -
48- انعم ملک Bachelor of Arts Combined Study -
49- طاہرہ اللہ Bachelor of Science in Geography -
50- لبنہ جاوید Bachelor of Arts in Teaching of Primary and Lower Secondary -
51- مہک ثمین سرفراز Bachelor of Arts in Education Science -
52- سعدیہ بشارت چوہدری Bachelor of Arts in International Management -
53- خولہ منیر Bachelor of Arts in Religious Studies -
54- عالیہ نازک بٹ Bachelor of Arts in Educational Science -
55- منتہا شفیق Bachelor of Science in Health Science -
56- نایاب مبشر گوندل Bachelor of Arts in Sociology -
57- محسنہ محمود شاہین باجوہ Bachelor of Arts in Social Arts -
58- سیماب آصف Bachelor of Arts in Sociology -
59- رافعہ محی الدین Bachelor of Arts Islamic Studies -
60- ریحانہ فاروق محمود Bachelor of Arts in Business Administration -
61- عائشہ وہاب Bachelor of Science in Psychology -
62- خولہ خان A-Levels (Abitur) -
63- سرناب چیمہ A-Levels (Abitur) -
64- مبدء الانعم احمد A-Levels (Abitur) -
65- صبیحہ بشارت سید A-Levels (Abitur) -
66- سائرہ احمد بندیشہ A-Levels (Abitur)

Sweden

67- عائشہ صدیقہ احمد شرما Ph.D (میڈیکل)
68 عالیہ احمد شرما Upper Secondary School
69- ڈاکٹر آمنہ ورک Bachelor of Medicine, Bachelor of Surgery (MBBS)
70- عاتقہ حمید Upper Secondary School
71- عائشہ رحمان Secondary School
72- نتاشہ حمید Upper Secondary School
73- ثمن نوید الحق Upper Secondary School
74- ثناء الحق Upper Secondary School
75- سائرہ احمد شرما Upper Secondary School

تقسیم ایوارڈ کی تقریب کے بعد ساڑھے بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔

مستورات سے حضور انور کا خطاب

تشہد وتعوذ وتسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آجکل دنیا میں عورت اور مرد کے حقوق کی بڑی بات ہوتی ہے اور اس کے اظہار میں اس قدر شور مچایا جانے لگا ہے کہ دنیا والے اس بات پر غور کرنے سے انکاری ہیں کہ حقوق کی حدود کو بھی متعین کر لیں۔ یہ دیکھ لیں کہ کہاں انسان کی بناوٹ کے اعتبار سے جس میں جسمانی بناوٹ بھی ہے اور فطری صلاحیتیں بھی ہیں فرق کی ضرورت ہے۔ ان بناوٹوں میں جو فرق ہے اس کو بھی تو دیکھنا چاہئے۔ کون کون سے حقوق ہیں جو مرد اور عورت کے ایک جیسے ہونے چاہئیں اور کہاں ان میں فرق کی ضرورت ہے۔ اور اگر عورت اور مرد کے حقوق میں فرق کئے جانے کی ضرورت ہے تو کس لئے؟ کیا مرد کی برتری ثابت کرنے کے لئے؟ کیا عورت کو اس کی کمزوری کا احساس دلانے کے لئے؟ کیا عورت کی فطرت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے لئے؟ اگر تو اس لئے عورت اور مرد کے حقوق میں غور کیا جائے اور اس فرق کو قائم کرنے کی کوشش کی جائے تو یہ یقیناً عورت پر ظلم ہے۔

دنیاداروں نے تو اس ظلم کے خلاف آج آواز اٹھائی ہے۔ اسلام نے تو آج سے چودہ سو سال پہلے اس ظلم کے خلاف آواز اٹھائی تھی۔ اس کی قرآن کریم کے حوالے سے کچھ تفصیل مَیں جلسہ سالانہ یوکے (UK) میں لجنہ کی تقریر میں بیان کر چکا ہوں۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ ان حقوق کے بارے میں آجکل بہت کچھ کہا جاتا ہے اور یہاں جرمنی میں بھی اس بارے میں بہت شور مچایا جاتا ہے اور ہماری بچیاں اور عورتیں بھی بعض دفعہ اس بات سے متاثر ہو جاتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ عورتوں کے حقوق کے بارے میں یہ شاید عورتوں کے حقوق کے چیمپین ہیں اور ہمارے حقوق قائم کرنے کی کوشش جو یہ کر رہے ہیں حقیقتاً قابل تعریف ہے۔ یہ ان عورتوں کے حقوق دلوانے کی کوششوں میں تو شاید قابل تعریف ہوں جو ہمیشہ سے حقوق سے محروم تھیں اور جن کو نہ مذہب نے وہ حقوق دیئے جن کی وہ حقدار تھیں اور نہ ملکی قانون نے وہ حقوق دیئے جن کی وہ حقدار تھیں۔ لیکن ایک مسلمان عورت یہ نہیں کہہ سکتی کہ مجھے آزادی دلوانے اور میرے حقوق قائم کروانے میں عورتوں کے حقوق دلوانے کی تنظیموں کا کوئی ہاتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تو جو تعلیم قرآن کریم میں دی ہے اور تفصیل سے ہر طبقے کے جو حقوق قائم کئے ہیں اس کا مقابلہ نہ کوئی قانون کر سکتا ہے، نہ ہی کوئی قانون قائم کرنے والے تنظیموں کے دستوروں میں ان کو اس نظر سے دیکھا گیا ہے جس نظر سے قرآن کریم نے دیکھا ہے۔ جس طرح اسلام دیکھتا ہے۔ ہاں اسلام پر اعتراض کرنے والے یہ اعتراض بیشک کر سکتے ہیں کہ ان حقوق کی پاسداری اور ان پر سو فیصد عمل یا اکثر حصے پر عمل ہمیں اسلامی حکومتوں میں، اسلامی

ممالک میں نظر نہیں آتا۔ لیکن یہ اعتراض اسلام کی تعلیم پر نہیں ہوسکتا۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسلام عورتوں کے حقوق کی حق تلفی اپنے قوانین میں کرتا ہے۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ مسلمانوں کو اپنی جس شرعی کتاب پر ناز ہے کہ وہ ہر معاملے کا حل پیش کرتی ہے اور بہترین حل پیش کرتی ہے اس نے تو عورتوں کے حقوق کی نفی کی ہے یا ان کا خیال نہیں رکھا۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرتا ہے تو ظلم کرتا ہے۔ ہاں اسلام میں عورت مرد کے حقوق کی فلاسفی اور دنیاوی قوانین یا سوچ کے تحت بنائے گئے حقوق کی تعریف میں فرق ضرور ہے۔

اسلام دین فطرت ہے اور عورت اور مرد کے حقوق کا تعین بھی دونوں کی فطرتی خصوصیات کے مطابق کرتا ہے۔ یا ہم کہہ سکتے ہیں کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے یعنی مرد اور عورت اس لئے ان کے حقوق و فرائض بھی ان دو قسموں کے مطابق رکھے ہیں۔ پس حقوق کا قائم ہونا اسلام کے نزدیک اس فرق کو سامنے رکھتے ہوئے ہونا چاہئے۔ ہاں جہاں ان دونوں قسموں میں اشتراک پایا جاتا ہے، جہاں حقوق مشترک ہیں جس کا میں بڑی تفصیل سے ذکر لجنہ کی یوکے (UK) کی تقریر میں کر چکا ہوں کہ کہاں کہاں اللہ تعالیٰ مردوں اور عورتوں کو ایک جیسے حقوق دلواتا ہے۔ ان کے اعمال کی جزا ہے اور دوسرے بہت سارے کام ہیں وہاں، تو ان کے حقوق ہیں جہاں اشتراک ہے وہاں حقوق مشترک ہیں۔ جہاں اختلاف پایا جاتا ہے وہاں مختلف حقوق اور ضروریات کو بیان کیا گیا ہے۔

مثلاً خوراک ہے، پانی ہے، زندگی کو قائم رکھنے کے لئے یہ ضروری چیزیں ہیں۔ مرد بھی کھاتا ہے اور عورت کے لئے بھی اپنی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے خوراک کی ضرورت ہے۔ لیکن بعض حالات میں جب عورت حمل اور بچے کی پیدائش کے دور سے گزر رہی ہو اس کو بہترین غذا کی بھی ضرورت پڑتی ہے اور اس کو سب دنیادار بھی تسلیم کرتے ہیں ڈاکٹر بھی تسلیم کرتے ہیں کیونکہ اس عرصہ میں عورت کے جسم کے بعض حصے ایسی غذا چاہتے ہیں جو اس وقت عورت اور بچے کے لئے ضروری ہے۔ اسلام نے کس قدر باریکی میں جا کر ان باتوں کا خیال رکھا ہے کہ بچہ کو دودھ پلانے کے دوران عورت کے حق کا تحفظ کس طرح کیا ہے۔ اگر عورت مرد کی طلاق ایسے وقت میں ہو جائے جب عورت اپنے اور اس مرد کے بچے کو دودھ پلا رہی ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بچہ کے دودھ پلانے کے دوران ماں کا کھانے پینے کا تمام خرچ مرد کے ذمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (البقرة: 234) اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ حسب دستور دودھ پلانے کے دوران عورت کا کھانا اور اس کی پوشاک ہے۔ اور کھانے اور کپڑے سے مراد اخراجات ہیں نہ کہ صرف روٹی اور لباس کہ جس طرح نوکر کو دے دیا۔ نوکر نہیں ہے عورت۔ وہ اس کے بچے کی ماں ہے۔ اور معروف سے مراد ہے باپ بھی مقدرت کے لحاظ سے یعنی امیر اپنی طاقت کے لحاظ سے اور غریب اپنی طاقت کے مطابق دے۔ یہ مطلب ہے معروف کا۔ یہ ذکر طلاق کے ضمن میں کر کے واضح کر دیا کہ عام دودھ پلانے والی عورت مراد نہیں یہاں اس کا ذکر نہیں ہو رہا کہ جو تم بعض دفعہ بعض قبیلوں میں رواج تھا اس زمانے میں بھی اور پرانے زمانے میں بھی کہ دودھ پلانے والی عورتیں رکھ لیتی تھیں۔ ان کے کھانے پینے کے خرچ کا ذکر نہیں ہو رہا بلکہ بچہ کی ماں کے کھانے پینے کا ذکر ہو رہا ہے۔ جہاں ماں پر فرض ہے کہ مقررہ وقت تک دودھ پلائے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق زیادہ سے زیادہ دو سال ہے، وہاں باپ پر بھی فرض ہے کہ بچہ کی ماں کا تمام خرچ اٹھائے اور عام نوکر یا مزدور کی طرح نہیں اٹھائے بلکہ فرمایا کہ اپنی طاقت کے مطابق، جو تمہارے وسائل ہیں، اس کے مطابق خرچ کرو۔ یہ نہیں کہ جب بیوی تھی تو زیادہ خرچ کرتے تھے، جب طلاق دے دی تو اور سلوک ہونے لگ جائے۔ جب تک بچہ ماں کا دودھ پی رہا ہے ماں کا خرچ اسی طرح دینا باپ پر فرض ہے جس طرح وہ پہلے بیوی کی حیثیت سے اس کا خرچ اٹھاتا تھا۔ یہ کوئی احسان نہیں ہے جو عورت پر کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ احسان نہیں ہے بلکہ عورت کا حق ہے جو تم نے اسے دینا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس حق کو عورت کو دلوایا۔ یہ حق قائم کر کے عورت کو ذلت سے بھی بچایا گیا ہے۔

پس اس طرح بظاہر معمولی باتوں سے بھی اسلام عورت کا حق قائم کر کے مرد کو اس کے فرائض کا احساس دلاتا ہے۔ پس اسلام تو ہر بات میں عورت کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ جب طلاق کے بعد اتنا خیال رکھنے کا حکم ہے تو مرد کے لئے بیوی کی حیثیت سے تو اور بھی زیادہ خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔

پھر باوجود اس کے کہ اسلام کہتا ہے کہ مرد اور عورت کی ذمہ داریوں میں فرق ہے۔ جسموں کی بناوٹ مختلف ہے۔ لیکن عقل سے جس طرح اللہ تعالیٰ نے مرد کو نوازا ہے اسی طرح عورت کو بھی نوازا ہے۔ علم حاصل کرنے کا حکم جس طرح مرد کو ہے اسی طرح عورت کو بھی ہے۔ گویا خدا تعالیٰ نے مرد اور عورت کو برابر کی ترقی کرنے کا مادہ بھی دیا ہے اور دونوں کو عقل دی ہے کہ اس کو استعمال کر کے اپنی ذہنی صلاحیتوں کو اجاگر کر کے ایک دوسرے سے آگے بڑھ سکتے ہو۔ نہ مرد یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ عقل اور دماغ صرف مجھے ہی دیا گیا ہے اور میں ہی اس کے ذریعہ ترقی کرنے کا حق رکھتا ہوں، نہ ہی عورت اس بات کا دعویٰ کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو عقل دی ہے، جو ذہن دیا ہے اس سے علم و عرفان دونوں حاصل کر سکتے ہیں۔ کوئی مرد نہیں کہہ سکتا کہ ایک جگہ پہنچ کر عورت کے علم و عرفان کی صلاحیتیں ختم ہو جاتی ہیں اور مرد کی جاری رہتی ہیں۔ اسی طرح زبان مرد اور عورت کو ایک طرح دی ہے۔ اگر مرد بڑے بڑے مقرر ہو سکتے ہیں اور اپنے علم و عرفان کو بیان کرنے کی صلاحیت رکھ سکتے ہیں تو عورتیں بھی بڑی بڑی مقرر بن سکتی ہیں اور ہیں۔ اور عورت کا یہی علم و عرفان اور ترقی کا معیار ہے جو صحابہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے علم حاصل کرنے کے لئے لیکچر لیتے تھے۔ پس علم و عرفان میں بڑھنے اور مردوں کو بھی پڑھانے کا راستہ اسلام نے چودہ سو سال پہلے کھولا ہے اور جہاں ضرورت ہے اس کو استعمال کیا ہے۔ بالکل کھلی چھٹی نہیں دی بلکہ اگر حقیقت میں ضرورت ہے تو اس کو استعمال کیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی عورت کے حیا اور تقدس کا بھی خیال رکھا ہے اور پردہ کی رعایت سے ان باتوں کی اجازت دی ہے۔

اسلام ایسا خوبصورت مذہب ہے جو اس فرق کو سامنے رکھتے ہوئے عورت اور مرد کو اپنی ذمہ داریوں کو احساس دلاتا ہے۔ دنیا میں مرد نے عموماً عورت پر زیادتی کی اور ہر معاملہ میں اختلاف کرتے ہوئے اپنی برتری ظاہر کرنے کی کوشش کی اور عورت نے بھی اس کے ردّعمل میں اب اپنے حقوق کے لئے ہر بات میں برابری کا مطالبہ کر دیا۔ دونوں کی غلطی ہے جس کی اصلاح ہونی چاہئے۔ اور ہم احمدیوں نے جو حقیقی اسلام پر عمل کرنے والے ہیں اس غلطی کی اصلاح کرنی ہے۔

افسوس یہ ہے کہ ہمارے اندر بھی ایسے مرد ہیں جو عورت کو حقیر سمجھتے ہیں۔ دو چار نہیں کئی عورتیں ہیں جو مجھے زبانی بھی کہتی ہیں اور خط بھی لکھتی ہیں کہ ہمارے خاوند شادی کے بعد چاہتے ہیں کہ ہم اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کر لیں کیونکہ اب ہم ان کی بیویاں بن گئی ہیں اور بیوی نے بہرحال ہر معاملے میں خاوند کی بات ماننی ہے۔ حتی کہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اپنے ماں باپ سے بھی نہیں ملنا۔ ان سے ملنے سے بھی روک دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صرف ہمارے رشتہ داروں سے تم نے تعلق رکھنا ہے۔ اور اس حد تک بعض مرد بڑھ جاتے ہیں کہ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ بیویوں کے قریبیوں اور ماں باپ سے صرف یہ نہیں کہ ملنا نہیں بلکہ ان کی ذلّت اور تحقیر کرنے لگ جاتے ہیں۔ عورتوں کو جذباتی تکلیفیں دیتے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ عورت کے بھی جذبات ہیں۔ عورت کے سینے میں بھی دل ہے۔ ہمارے ملکوں میں جہاں ابھی تک جہالت ہے بلکہ وہاں سے آئے ہوئے ان ملکوں میں بھی رہنے والوں میں یہ جہالت ہے اور وہ یہاں آ کر بھی اس جہالت میں گرفتار ہیں اور عورت کے جذبات کی پرواہ نہیں کرتے۔

یہاں میں یہ بھی کہوں گا کہ ان ظلموں کے پیچھے بعض اوقات ساسوں کا بھی ہاتھ ہوتا ہے اور وہ اپنا وقت بھول جاتی ہیں اگر ان کے خاوندوں نے ان سے برا سلوک کیا یا ان کے خاوندوں نے اپنی ماؤں کے کہنے پر ان سے برا سلوک کیا اور رشتہ داری کے تقاضے پورے کرنے کے بنیادی حقوق سے محروم کیا تو اس کا ردّعمل تو ان بوڑھیوں میں یہ ہونا چاہئے تھا کہ وہ اپنی بہوؤں سے نیک سلوک کرتیں لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ جہالت الٹا ردّعمل دکھاتی ہے اور ساسیں بات بات پر غلط ردّعمل دکھا کر لڑائی شروع کر دیتی ہیں۔

یوکے (UK) جلسہ سالانہ پر جب میں نے والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کا حق ادا کرنے کے بارے میں بیان کیا تو جلسہ کے بعد ایک دوست جو امریکہ سے آئے ہوئے تھے مجھے ملے اور کہنے لگے کہ ساس بہوؤں کے بارے میں بھی انصاف کرنے کے متعلق کچھ آپ کو کہنا چاہئے تھا۔ اسلام تو ہر جگہ پر عدل کا تقاضا کرتا ہے ہر ایک کو حق دلواتا ہے۔ گو لجنہ کی تقریر میں وہاں مَیں مختصراً ذکر کر چکا تھا لیکن لگتا ہے کہ خاص طور پر جو ہمارا مشرقی دماغ ہے اپنی روایات اور اپنی سوچ کو بعض معاملات میں مذہب کی تعلیم کے مطابق نہ چلانے میں بہت بڑھا ہوا ہے۔ مذہب پیچھے چلا جاتا ہے اور ان کی سوچیں غالب آ جاتی ہیں۔ پس اپنی سوچوں کو اسلامی تعلیم کے مطابق چلائیں۔ ایک دوسرے کا حق ادا کریں۔ خاوند، بیوی کا اور ساس، بہو کا اور اس طرح بہو، خاوند اور ساس کا۔ ہر ایک اگر اپنے ذمہ حق ادا کر رہا ہو تو کبھی حقوق کی تلفی کا الزام اسلام کی تعلیم پر نہیں لگ سکتا۔

بیوی کے رشتہ داروں سے حسن سلوک اور ان کے جذبات کا خیال رکھنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ کیا تھا۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ آپ کی بیوی ام حبیبہ کی ران پر ان کے بھائی سر رکھ کے لیٹے ہوئے ہیں اور وہ ان کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ام حبیبہ کیا آپ کو معاویہ بہت پیارا ہے؟ ابو سفیان کی بیٹی تھیں یہ۔ اور بھائی کا نام معاویہ تھا۔ کہ کیا آپ کو بہت پیارا ہے انہوں نے جواب دیا کہ جی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے بھی یہ بہت پیارا ہے تمہاری وجہ سے۔ پس یہ ہے جذبات کا خیال۔

اسی طرح اگر مرد جذبات کا خیال رکھنے والے ہوں تو عورتوں کو بھی غلط قسم کے مطالبات سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اگر مرد اپنی ذمہ داریوں کے فرق کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے والے ہوں تو حقوق کے غلط مطالبات بھی نہ کبھی ہوں۔ بعض عورتیں ہوتی ہیں جو زیادتی کرتی ہیں لیکن اگر حقوق ادا ہو رہے ہوں تو پھر میرا نہیں خیال کہ کوئی عورت زیادتی کرے۔

بعض دفعہ دنیا والے لوگ بھی مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ کس طرح معاشرے کو پرامن بنانا چاہئے۔ تو میرا جواب اکثر ان کو یہی ہوتا ہے اور اکثر لوگ اس کو پسند بھی کرتے ہیں کہ امن قائم کرنے کے لئے ہر ایک اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اس کو ادا کرنے کی کوشش کرے اور حقوق کا مطالبہ کرنے کی بجائے، یہ مطالبہ کرنے کی بجائے کہ مجھے حق دو، حقوق دینے کی طرف توجہ دے۔ دوسروں کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دے۔ جب ہر ایک حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دے رہا ہوگا تو کسی کا حق غصب ہی نہیں ہوگا اور یہی اسلام کی تعلیم ہے۔ جب وہ حق غصب نہیں ہو رہا تو کوئی پاگل نہیں ہے کہ بلاوجہ مطالبات کرتا رہے۔

عورت یہ دیکھے کہ اس کے فرائض کیا ہیں اور انہیں اس نے کس طرح احسن رنگ میں ادا کرنا ہے۔ ساس بھی، بہو بھی، بیٹی بھی، ماں بھی۔ اور مرد دیکھے کہ اس کے فرائض کیا ہیں اور اس نے انہیں احسن رنگ میں کس طرح ادا کرنا ہے تو گھروں کے جھگڑے بھی ختم ہو جائیں۔ اور عورتیں جو یہ مطالبے کرتی ہیں کہ ہمیں حقوق دیئے جائیں وہ ختم ہو جائیں۔

اگر عورت یہ سمجھتی ہے کہ بچے کی تربیت اس کا اوّلین فرض ہے اور اسلام کی یہ تعلیم ہے اور اسلام یہ فرض عورت پر ڈالتا ہے کہ بچے کی تربیت تمہارا اوّلین فرض ہے تو وہ نوکریاں کرنے اور بلاوجہ باہر سہیلیوں کے ساتھ گھومنے اور مجلسوں میں وقت ضائع کرنے کی بجائے بچوں کی تربیت پر توجہ دے گی۔ وہ صرف اپنے بچے کی تربیت نہیں کر رہی ہوگی بلکہ قوم کے بچوں کی تربیت کر کے انہیں ملک و قوم کا فعال حصہ بنا رہی ہوگی۔ بچوں کی اچھی تربیت ہی جماعت کے لئے بھی اور ملک و قوم کے لئے بھی بہترین اور کارآمد وجود پیدا کر رہی ہوگی۔ حکومتیں بڑی سکیمیں بناتی ہیں کہ بچوں کو پالنے کے لئے انتظام کرے اور مائیں اپنی نوکریوں پر توجہ دیں۔ یہاں بھی شاید کوئی ایسی سکیم بن رہی ہے۔ یہ عورتوں کے حق قائم کئے جانے کے لئے کوشش ہے۔ لیکن ایک وقت میں ان کو احساس ہوگا کہ بچے کی اصل تربیت ماں کی گود ہی ہے۔ ماں کا پیار اور بچوں کی تربیت کا انداز دوسرا کوئی اپنا ہی نہیں سکتا اور اس انداز میں اور اس طریق سے کوئی دوسرا کر ہی نہیں سکتا۔ جائزہ لے کر دیکھ لیں کہ جو بچے سوشل سروس والوں کے ذریعہ سے پلتے ہیں ان میں سے بہت بڑی تعداد ہے جو بگڑ جاتی ہے۔ پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ حکومت ایسی پالیسی بھی بنا رہی ہے کہ مائیں کام کریں اور باپوں کو حکومت کچھ الاؤنس دے جو بچوں کے ساتھ رہیں۔ اگر تو صرف خاص اعلیٰ تعلیم یافتہ کسی خاص مقصد میں کسی خاص فیلڈ میں کام کرنے والی عورت ہے اس کی ضرورت ہے تو اَور بات ہے۔ اگر اس کو عمومی اصول بنا دیا گیا تو بڑے خطرناک نتائج نکلیں گے۔ یہ ان کی خام خیالی ہے کہ ان کی بڑی کامیابی ہو جائے گی۔ ایک وقت آئے گا جب ان کو خیال ہوگا کہ یہ غلط پالیسی ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ عورت کی گود ہی اس کی صحیح بچے کی صحیح پرورش گاہ اور تربیت گاہ ہے اور یہی سچ ہے۔

یہاں میں ان عورتوں سے بھی کہوں گا جن کے بچے وقفِ نَو میں ہیں اور جو سمجھتی ہیں کہ ان کی تربیت کرنا اور ان کو مکمل طور پر سنبھالنا اب جماعت کی ذمہ داری ہے۔ جماعت کی تربیت کی ذمہ داری دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے رہنمائی کرنے کی حد تک تو ہے لیکن بچوں کی بچپن سے نیک ماحول میں اٹھان اور انہیں دینی تربیت دینا، انہیں دین کی اہمیت سمجھانا، انہیں جماعت کے لئے ایک مفید وجود بنانا یہ ماؤں کی ذمہ داری ہے اور باپوں کا بھی اس میں تعاون ضروری ہے کیونکہ مرد اس سے اپنے آپ کو بری الذمہ نہیں کر سکتے۔ یہاں دونوں کو اپنے فرائض ادا کرنے ہوں گے اور عورت کا یہ حق ہے کہ مرد اس معاملے میں اس سے مکمل تعاون کرے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے یہ بہت خوبصورت بات بیان فرمائی کہ بچوں کی صحت اور خوبصورتی کے لئے تم بڑی کوشش کرتی ہو، بڑی بے چین ہو جاتی ہو لیکن روح کی خوبصورتی کا جب سوال پیدا ہوتا ہے تو اس کی پرواہ نہیں کرتی۔ اگر ایسا کریں گی تو بہت ظالم ہوں گی کہ روح کی خوبصورتی کا احساس نہ کیا جائے۔ اس کی طرف توجہ نہ دی جائے۔ دنیاداری کی طرف زیادہ توجہ رہے۔ پس احمدی مائیں جو یہ عہد دہراتی ہیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گی اس وقت تک اس عہد کو نبھانے والی نہیں ہوسکتیں جب تک اپنے بچوں کے دین کو سنوارنے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ کوشش نہیں کرتیں اور اگر یہ کوشش نہیں کرتیں تو پھر اپنے عہد کو پورا بھی نہیں کر رہیں۔

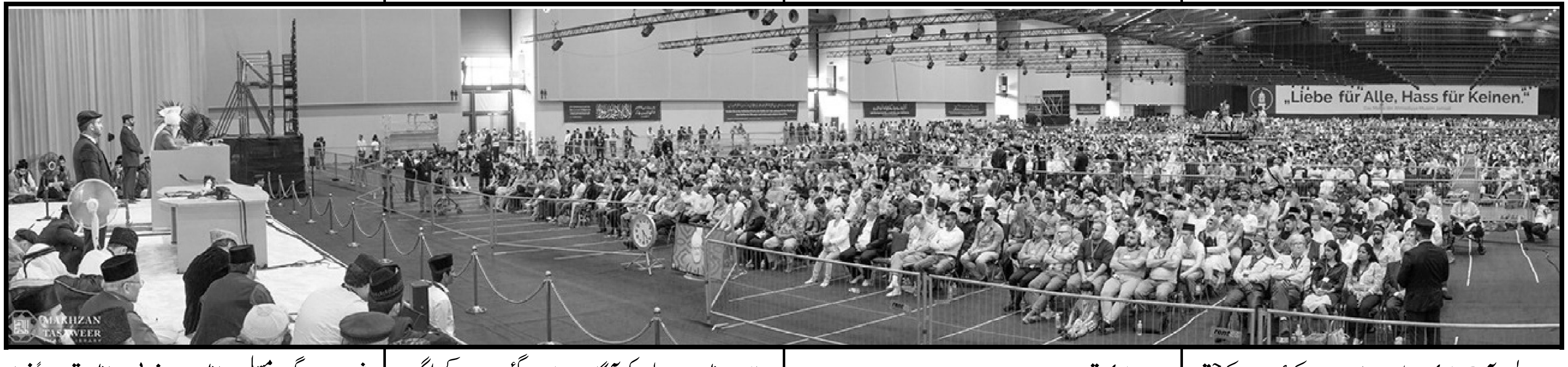

پس آج ہماری بچیاں دنیاداروں کے عورت کے حق دلوانے کی تنظیموں سے متاثر ہو کر صرف اپنے اس حق کا مطالبہ نہ کریں جو اپنی ذات تک اور دنیاداری تک محدود رہتا ہے اس سے آگے نہیں نکلتا۔ بلکہ اس حق کا نعرہ بلند کریں جو مردوں کے ذہنوں میں ان کی بچپن کی تربیت سے بلند ہوتا رہے۔ جو بچوں اور لڑکوں میں ان کی بچپن کی تربیت کے دوران سے بلند ہونا شروع ہو جائے کہ تم نے بیوی، بیٹی، ماں کے حق کو قائم کرکے انہیں معاشرے میں ایک اعلیٰ مقام دینا ہے۔ وہ مقام دینا ہے جو اسلام نے ان کو دیا ہے۔ جہاں جہاں ان کو برابری کے حق ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ حق دیئے ہوئے ہیں۔ اعمال کی جزا اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کو برابر دی ہے۔ تعلیم حاصل کرنے کے لئے برابر کے مواقع ہیں اور بہت ساری ضروریات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے حق برابر کے دیئے ہوئے ہیں۔ وہ سب حق قائم کرنے ہیں۔ لیکن جہاں بچوں کی تربیت کا معاملہ ہے، اولاد کی تربیت کا معاملہ ہے، اگلی نسلوں کو سنبھالنے کا معاملہ ہے، اگلی نسلوں میں حقوق قائم کرنے کی جو حقیقی روح ہے وہ پیدا کرنے کا معاملہ ہے، وہ عورت کی ذمہ داری لگا دی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ دعا کرلیں۔

....

[حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا مکمل متن حسب طریق علیحدہ شائع ہوگا۔]

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب ایک بجکر 30 منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

اس کے بعد ممبرات لجنہ اور ناصرات کے مختلف گروپس نے عربی، اردو، جرمن، انگلش، سپینش، ترکی، بوزنین اور انڈونیشین زبان میں نظمیں اور ترانے پیش کئے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کم عمر والے بچوں کے ہال میں بھی تشریف لے گئے۔ حضور انور کو اپنے درمیان پا کر خواتین اور بچوں کی خوشی دیدنی تھی۔ یہاں پر بھی دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے گئے۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک بجکر پچاس منٹ پر مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

....

جرمن مہمانوں اور مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے مہمانوں کے ساتھ خصوصی اجلاس میں حضور انور کی شمولیت اور خطاب

پروگرام کے مطابق چار بجے سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جرمن مہمانوں اور دوسری مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے مہمانوں کے ساتھ ایک پروگرام میں شرکت کے لئے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ ان مہمانوں کے ساتھ یہ پروگرام کچھ وقت پہلے سے جاری تھا۔

اس پروگرام میں شامل ہونے والے مہمانوں کی تعداد 1001 ایک ہزار ایک تھی۔

جرمنی کے مختلف شہروں سے آنے والے جرمن مہمانوں کی تعداد 370، عرب مہمانوں کی تعداد 280، اور یورپین ممالک بیلجیم، فرانس، ہالینڈ، سپین، بلغاریہ، میسیڈونیا، بوزنیا، البانیا، کوسوو، لتھوانیا، لاتویا، کروشیا، ہنگری، مالٹا، قزاقستان اور اسٹونیا سے آنے والے مہمانوں کی تعداد 232 تھی۔ جبکہ ایشین ممالک سے تعلق رکھنے والے مہمانوں کی تعداد 102 اور افریقن ممالک سے تعلق رکھنے والوں کی تعداد 13 تھی۔

حضور انور کی آمد کے بعد پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم سعید گیسلر صاحب (ایڈیشنل سیکرٹری جائداد برائے سو مساجد) نے کی اور اس کا جرمن زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

بعدازاں چار بجکر 25 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا:

....

جرمن مہمانوں سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

تشہد و تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمام معزز مہمانان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں آپ سب پر ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ مسلم جماعت جرمنی ایک بار پھر یہاں کارلسروئے میں اپنا سالانہ جلسہ منعقد کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ احمدیہ مسلم جماعت کے لیے یہ تین دن بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ وہ احمدی جو یہاں اکٹھے ہوئے ہیں وہ اس نیت کے ساتھ اکٹھے ہوئے ہیں کہ اپنے روحانی اور دینی علم کو بڑھا سکیں۔

پس آج ہم یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ دنیا کا امن تباہی کے دہانہ پر پہنچ چکا ہے۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ دنیا میں باہمی اختلاف اور بے چینی بڑھتی جا رہی ہے۔ یہ ایک عجیب اور المناک تضاد ہے کہ اگرچہ ہم پہلے سے زیادہ جڑے ہوئے ہیں لیکن حقیقت میں ہم دن بدن پہلے سے زیادہ دور ہوتے جا رہے ہیں۔ گزشتہ سال کے دوران خاص طور پر پناہ گزینوں کی بڑی تعداد میں یورپ میں آمد اور ماضی قریب میں مختلف دہشت گرد حملوں کی وجہ سے یورپ کا استحکام واضح طور پر انحطاط کا شکار ہے۔ بلاشک نام نہاد مسلمانوں اور خاص شدت پسند افراد کے بُرے اقدامات کی وجہ سے معاشرہ کو ناقابل بیان نقصان پہنچ رہا ہے اور عام لوگوں کے دلوں میں اسلام کا خوف بڑھ رہا ہے۔ اس وجہ سے کچھ لوگوں کو تحفظات اور خوف بھی ہوگا کہ ہزاروں مسلمان اس ہفتے کے اختتام پر اپنے جلسہ کے لیے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ اگرچہ یہ جلسہ کئی سالوں سے منعقد ہو رہا ہے اور اس سے قبل بہت سے لوگ اس سے ناواقف تھے لیکن اب موجودہ حالات میں اس جلسہ کی آگاہی زیادہ ہوگئی ہے اور کچھ لوگ متردد اور خوف زدہ بھی ہوں گے کہ اتنے زیادہ مسلمان اس جگہ اکٹھے ہو رہے ہیں۔ یقیناً آپ میں سے بعض جو میرے سامنے بیٹھے ہیں ان کو بھی تحفظات اور غلط فہمیاں ہوں گی۔ اس لیے ان تحفظات کے باوجود آپ کی یہاں حاضری خاص طور پر قابل ذکر ہے اور آپ کی نیک فطرت کی عکاس ہے۔

آپ نے ایک اسلامی مذہبی پروگرام میں شامل ہو کر مثالی جرأت کا مظاہرہ کیا ہے جبکہ میڈیا کے اسلام کا غلط چہرہ دکھانے اور پروپیگنڈا کے نتیجہ میں یہ خیال پیدا ہو چکا ہے کہ مسلمان سارے کے سارے ہی دہشتگرد اور شدت پسند ہیں۔ آپ کی یہاں موجودگی یہ بھی ثابت کرتی ہے کہ باوجود اسلام کے بارہ میں غلط معلومات اور پروپیگنڈا کے آپ احمدی مسلمانوں کے بارہ میں مثبت اور ہمدردانہ رائے رکھتے ہیں۔ آپ کے اس رویہ اور دوستی اور خلوص کے اظہار پر میں آپ سب کا بے حد شکرگزار ہوں۔ یہاں ایسے بھی لوگ شامل ہوں گے جو باوجود اسلام کے بارہ میں خوف رکھنے کے اپنے تجسس کی وجہ سے یہاں آئے ہیں، میں ان سب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کے اسلام کے بارہ میں علم حاصل کرنے کے ارادہ اور اس پروگرام میں دلچسپی لینے کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔

آگے چلنے سے قبل میں اپنے تمام مہمانوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ وہ اسلام جو مغربی میڈیا پیش کرتا ہے وہ کسی صورت بھی اسلام کی سچی تعلیمات کی عکاسی نہیں کرتا۔ خدانخواستہ اسلام ایسا مذہب ہرگز نہیں ہے جو شدت پسندی اور تشدد کو فروغ دیتا ہو بلکہ ایک ایسا مذہب ہے جو امن، برداشت اور عدل کی تعلیم معاشرہ کے ہر طبقہ کے لیے دیتا ہے۔ بلاشبہ کچھ مسلمان گروپس ہیں اور افراد ہیں جن سے اسلام کے نام پر قبیح افعال سرزد ہو رہے ہیں اور بجائے اسلام کی خدمت کے وہ اس کی سچی تعلیمات کے منافی اسے بدنام کر رہے ہیں۔ دہشتگردوں کے بالکل برعکس احمدیہ مسلم جماعت ایک پرامن مذہبی جماعت ہے جو تمام دنیا میں برداشت، مفاہمت اور عقیدہ کی آزادی پھیلانے کی کوشش کر رہی ہے، لیکن آپ یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے اسلام کی نئی تعریف بنالی ہے یا اس کی تعلیمات میں کسی بھی قسم کی تبدیلی کرلی ہے۔ ہمارے پرامن ہونے کی اور ہمارا بنی نوع انسان سے پیار اور خیال رکھنے نیز دنیا میں پیدا ہو جانے والی تفریقوں کو دور کرنے کی واحد وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم اسلام کی تعلیمات کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ صرف اس وجہ سے ہوا ہے کہ ہم نے قرآن مجید کے سچے مطلب کو سمجھا ہے۔ اسی وجہ سے ہم احمدی مسلمان اپنی زندگی اس طرح پرامن انداز میں بسر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہر کام جس کے بارے میں ہم کہتے ہیں یا کرتے ہیں وہ اس تعلیم سے مطابق ہے جو ہم نے قرآن مجید اور بانئ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے سیکھی ہے۔

یہ سن کر آپ میں سے بہت سے یہ سوال کر سکتے ہیں کہ اگر اسلام اتنا ہی پرامن مذہب ہے تو پھر کیوں مسلمان شدت پسند گروہ مسلم دنیا میں اور مغربی دنیا میں تدریجاً فساد پھیلا رہے ہیں؟ وہ کیوں معصوم لوگوں کو سنگدلی سے قتل کر رہے ہیں؟ ماضی قریب میں فرانس اور بیلجیم میں ہونے والے مذموم حملے آپ کے ذہن میں تازہ ہونگے۔ سب سے بڑھ کر گذشتہ چند مہینوں میں جرمنی میں ہونے والے حملوں کے تسلسل نے آپ کو بے چین اور خوف زدہ کر دیا ہوگا مثلاً مئی میں جرمن ریلوے اسٹیشن میں ایک حملہ ہوا اور اس کے بعد جولائی میں ایک اور بڑا حملہ ٹرین میں کیا گیا۔ اسی طرح پناہ گزینوں کی طرف سے گذشتہ چند ہفتوں میں مختلف شہروں میں کچھ حملے ناکام ہوئے۔ معصوم لوگوں نے اپنی زندگیاں گنوائیں یا بری طرح زخمی ہوئے۔ قدرتی طور پر ایسے حملوں نے عوام کو خوف زدہ کیا ہے اور مقامی لوگوں کے دل و دماغ میں اسلام کا خوف پیدا کیا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ یہ حملے اسلام کی طرف منسوب کیے جا رہے ہیں کیونکہ اس ظلم و ستم اور اسلام کے مطلب کے درمیان شرق و غرب کا فاصلہ ہے۔ اسلام تو وہ مذہب ہے جو معصوموں کے قتل اور انہیں نقصان پہنچانے کو سخت ترین الفاظ میں کالعدم قرار دیتا ہے۔ پھر بھی وہ دہشت گرد جو اسلام کے نام پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ معصوم اور نہتّے لوگوں پر حملہ کرنے کے مجرم ہیں، وہ ان معصوم افراد کو ذبح کر رہے ہیں جنہوں نے کبھی جنگ نہیں کی اور نہ کسی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے اور بے شک اس بربریت کی انتہاء وہ واقعہ ہے جہاں فرانس میں ایک پادری کی

گردن کاٹی گئی۔ ایسی بربریت کسی بھی صورت حال اور زمانہ میں ناقابل جواز اور سمجھ سے بالا ہے۔ اگر کچھ مغربی حکومتوں نے کسی مسلم حکومت کو اس کے ملک میں باغیوں یا کچھ گروہوں سے لڑنے کے لیے مدد فراہم کی ہے تو یہ انہیں ہرگز یہ جواز فراہم نہیں کرتا کہ وہ اپنی نفرت اور برے اعمال مغربی دنیا کو برآمد کریں۔ ایسے لوگوں کو بانی اسلام ﷺ کے نمونہ اور نصیحت کو دیکھنا چاہیے۔

تاریخ گواہ ہے کہ ابتدائی اسلام میں جو جنگیں ہوئیں وہ سب مسلمانوں پر مسلّط کی گئیں اور مکمل طور پر مدافعانہ تھیں۔ پھر (جنگ کے) ان حالات میں بھی حضرت محمد ﷺ نے مسلمان سپاہیوں کے لیے سخت قانون بنائے، جن پر انھیں عمل کرنا پڑتا تھا، مثلاً آپ ﷺ نے حکم دیا کہ کسی چرچ یا پادری یا کسی مذہبی رہنما پر حملہ نہیں کرنا اور اس سے بڑھ کر یہ کہ کسی عورت، بچے اور بوڑھے پر حملہ نہیں کرنا۔ آپ ﷺ نے یہاں تک حکم دیا کہ جنگ کے دوران ماحول کو بھی نقصان نہیں پہنچانا اور کسی درخت کو بھی نہیں کاٹنا۔ جب آنحضرت ﷺ کی تعلیمات اس قدر واضح ہیں تو پھر مسلمانوں کو کیسے اجازت دی جاسکتی ہے کہ متنازعہ علاقہ سے ہزاروں میل دور رہنے والے معصوم لوگوں کو قتل یا نقصان پہنچایا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان حملوں کا کوئی جواز نہیں ہے اور نہ کبھی ہوسکتا ہے۔

میں جیسا کہ پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ حالت جنگ میں اسلام نے بہت سخت قوانین جاری کیے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید کی سورۃ نمبر 8 اور آیت نمبر 68 میں ذکر ہے،

کسی نبی کے لئے جائز نہیں کہ زمین میں خونریز جنگ کئے بغیر قیدی بنائے۔

صرف انہیں ہی قیدی بنایا جاسکتا ہے جو براہِ راست جنگ میں شامل ہوں۔ سو کسی مسلمان کے لیے اجازت نہیں ہے کہ کسی ایسے شخص کو قیدی بنائے جو براہِ راست جنگ میں شامل نہ ہو۔ قتل کرنے کا تو سوال ہی نہیں ہے۔ پھر بھی آجکل مسلمان خودکش اور دوسرے دہشت گرد حملوں میں ملوث ہوتے ہیں جس کے نتیجہ میں ان معصوم لوگوں کا سفاکانہ قتل کرتے ہیں جو ہزاروں میل دور شہروں میں رہتے ہیں اور انھیں ان کی یا جھگڑے کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ ایسے مکروہ اور ناقابل بیان اعمال سے اسلام کی تعلیمات بدنام ہوتی ہیں۔ جو بھی اس طرح جنگ کا حصہ بنتا ہے چاہے گروپ کے ساتھ مل کر یا انفرادی طور پر وہ اسلام کی پیروی کرنے والا نہیں ہے بلکہ وہ اپنے ذاتی مفادات کو حاصل کرنے والے ہیں یا اپنے لیڈروں کے خودغرضانہ مقاصد اور مفادات کو حاصل کرنے والے ہیں۔ اگرچہ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ سب سے بڑی وجہ آج کے فساد کی مسلمان ملکوں میں پائی جاتی ہے لیکن میرے خیال میں پھر بھی ہم باقی فریقوں کو اس کی ذمہ داری سے مکمل طور پر مبرّا قرار نہیں دے سکتے۔ کچھ مغربی حکومتوں اور سپر پاورز نے بھی غلطیاں کی ہیں اور مسلمان ملکوں سے تعلقات کے تناظر میں غیر دانشمندانہ اور غیر منصفانہ پالیسیاں بنائی ہیں۔ جس کا مسلمان دنیا کے بعض حصوں میں بہت منفی اور شدید ردّعمل ہوا ہے۔ ایسی خارجہ پالیسیوں کے نتیجہ میں عدم استحکام اور تفریق پیدا ہوئی اور اس کے نتیجہ میں شدت پسندی اور دہشت گردی کو فروغ ملا۔ اس صورت حال کا سیدھا نتیجہ بہت بڑی تعداد میں پناہ گزینوں کا اچانک یورپ میں آمد کی صورت میں نکلا۔ اتنی بڑی تعداد میں ان کی آمد سے مقامی لوگوں میں خوف وہراس پیدا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ بعض ممالک خاص طور پر جرمنی کی آمادگی ان پناہ گزینوں کو قبول کرنے کے متعلق رحم دلی، ہمدردی اور یک جہتی کا اظہار ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اتنے زیادہ لوگوں کو جذب کرنا آسان نہیں ہے اور اس میں بہت سے خطرے درپیش ہیں۔ ان پناہ گزینوں کے مسئلہ کی وجہ سے یورپ اچانک ایک زیادہ خطرناک اور مستحکم جگہ بن گیا ہے۔ جیسے کہ اس سے دہشت گرد گروپوں کو موقع مل گیا ہے کہ وہ اپنے بندے پناہ گزینوں کے روپ میں اس برّاعظم میں بھیج سکتے ہیں۔ ان حملوں کے علاوہ جن میں وہ براہِ راست ملوث ہوتے ہیں یہ شدت پسند کوشش کرتے ہیں کہ یہاں پہلے سے رہنے والے مسلمانوں کو شدّت پسند بنا کر اپنے دہشت گردی کے نیٹ ورک کو بڑھائیں۔ وہ شدت پسند ان کی ذاتی مایوسیوں کا فائدہ اٹھاتے ہیں اور انہیں ابھارتے ہیں کہ وہ یہاں خودکش حملہ یا دوسرے ظلم وستم کریں۔ ہم اس کی المناک مثالیں گذشتہ مہینوں میں دیکھ چکے ہیں۔

اس سے بڑھ کر ایک اور منفی نتیجہ جو ان پناہ گزینوں کی وجہ سے سامنے آیا ہے وہ یورپ میں ان کے خلاف رویہ میں سختی کا پیدا ہونا ہے۔ بہت سے ممالک میں قدامت پسند قومی پارٹیوں کے اثرورسوخ اور شہرت میں اضافہ ہوا ہے اور جرمنی میں بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ ایک سال قبل جرمنی کی اکثریت نے جو رحم دلی ان پناہ گزینوں کے متعلق دکھائی تھی اب اس میں کافی کمی ہوئی ہے اور اس کی جگہ پناہ گزینوں کے بارہ میں خوف اور دشمنی کے ملے جلے جذبات نے لے لی ہے۔

مختلف میڈیا رپورٹس اور سروے اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ لوگوں کی بڑی تعداد اس بات کی قائل ہے کہ گذشتہ سال جرمن حکومت کا پناہ گزینوں کے لیے اپنے باڈرز کھولنے کا فیصلہ سنگین غلطی تھی۔ رویہ میں یہ تبدیلی پریشان کن ہے اور خاص طور پر اس کے نتیجہ میں قدامت پسند جماعتوں کا ابھرنا گہری تشویش کا باعث ہے اور قوم کے امن اور تحفظ کے لیے خطرہ ہے۔ اس کی ایک واضح مثال جولائی میں میونخ شہر میں ایک شاپنگ سنٹر پر حملہ ہے جہاں متعدد جوان لوگ مارے گئے تھے۔ اس المناک سانحہ کا مجرم آخر میں قدامت پسندوں کا ہمدرد نکلا۔ یہ ایک انتہائی مثال ہے، لیکن یہ بات درست ہے کہ عام سطح پر لوگ اس بڑے پیمانے پر ہجرت کے اثر سے دن بدن زیادہ خوف اور تشویش میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ مقامی لوگ ناانصافی محسوس کرتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں تارکین وطن کے بارہ میں ان کے غصہ میں اضافہ ہو رہا ہے کہ وہ جرمن گورنمنٹ سے اس پیسے سے فائدے حاصل کر رہے ہیں جو جرمن ٹیکس ادا کرنے والے اپنی آمدنیوں میں سے ادا کرتے ہیں۔ مزید یہ رائے بھی قائم ہو رہی ہے کہ یہ تارکین وطن جو جرمن حکومت سے فوائد حاصل کر رہے ہیں وہ اس کے وفادار اور خیرخواہ نہیں ہیں اور اصل میں اس کا نقصان چاہتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم انتہائی نازک وقت میں سے گزر رہے ہیں۔ اس لیے یہ بہت ضروری ہے کہ انتظامیہ ان امور کو معمولی طور پر نہ لے بلکہ گورنمنٹ کو اس صورت حال کو بے قابو ہونے سے قبل کنٹرول کرنا ہوگا۔ ایسی پالیسیاں بنانی پڑیں گی جن سے جرمن شہریوں کے حقوق کا تحفظ ہو اور ان کے حقوق کسی صورت میں متأثر نہ ہوں۔ حکومت کو مستحق تارکین وطن کو آباد کرنے میں مدد کرنی چاہیے اور انھیں اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا چاہیے۔ بہت دفعہ میں یہ کہہ چکا ہوں اور کچھ عرصہ قبل سویڈن میں اس سال کے شروع میں ایک پروگرام میں توجہ دلائی تھی کہ پناہ گزینوں کو حکومت سے صرف فوائد ہی حاصل نہیں کرنے چاہئیں بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے کہ وہ خدمت کے کاموں (لیبر فورس) میں شامل ہوں اور جتنی جلدی ممکن ہو سکے معاشرہ کے لیے تعمیری کردار ادا کریں۔ میرے خیال میں اس سے فوراً ایک مثبت اثر پڑے گا اور وہ خطرناک خلیج جو ان پناہ گزینوں اور مقامی لوگوں کے درمیان پیدا ہوچکی ہے وہ کم ہوگی۔

مزید برآں آپ دہشت گردوں اور شدت پسندوں کے اس ملک میں داخلے کے خطرے کو نظرانداز نہیں کرسکتے اس لیے گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ شہریوں کی حفاظت کے ہرممکن قدم اٹھائے اور ان کی شناخت کرے جو انھیں نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ جب بھی اور جہاں بھی کوئی اپنے مذہب کو ظلم اور ناانصافی کے لیے استعمال کرے یا دوسروں کے حقوق غصب کرنے یا حکومت کے خلاف کوئی قدم اٹھانے کے لیے استعمال کرے تو یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ایسے اقدامات کو فوراً روکے۔

دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے میں نے متعدد بار عدل ومساوات کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے اور اسلام بتاتا ہے کہ امن کی کنجی معاشرہ کے ہر طبقہ میں عدل وانصاف اور ایمانداری ہے۔ مزید براں اسلام صرف عدل کی تعلیم ہی نہیں دیتا بلکہ اس کے وہ معیار بھی بیان کرتا ہے جن کی ضرورت ہے۔ قرآن مجید کی سورۃ 5 آیت 9 میں آتا ہے:

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔

یہ ہمارا ایمان ہے کہ اس تعلیم کا اکمل واتم مظہر بانی اسلام حضرت محمد ﷺ تھے۔ اس لیے اب ہم آپ کی مثال دیکھتے ہیں، ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ مسلمانوں نے دو دشمنانِ اسلام کو قتل کردیا جنہیں وہ خطرہ تصور کرتے تھے، اس سے قبل کہ وہ انھیں قتل کرتے وہ دونوں خانہ کعبہ کی مقدس حدود میں پناہ لینے کے لیے داخل ہو گئے۔ جب دشمنان اسلام نے اس واقعہ کے متعلق رسول کریم ﷺ کو بتایا تو آپ نے مسلمانوں کو جو اس واقعہ میں ملوث تھے سخت تنبیہ اور سرزنش فرمائی اور اس واقعہ کو صریح ناانصافی قرار دیا اور عرب میں رائج رسم کے مطابق فوراً مقتولین کے ورثاء کو خون بہا ادا کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ یہ اس قرآن مجید کی تعلیم کی عملی مثال ہے کہ اپنے دشمن کے معاملہ میں بھی عدل وانصاف سے کام لو۔ جب ایک معاملہ فیصلہ کے لیے رسول کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے یہ نہیں دیکھا کہ کون ان کا پیروکار ہے اور کون ان کے دشمنوں میں سے ہے بلکہ آپ ﷺ نے صرف یہ دیکھا کہ کیا صحیح ہے اور انصاف پر مبنی ہے۔ یہ انصاف کا وہ اعلیٰ معیار ہے جس کی اسلام مسلمانوں سے توقع رکھتا ہے۔ اس لیے یہ بات واضح ہو جانی چاہیے کہ معصوموں پر حملے چاہے وہ اسٹیشنز پر ہوں، ٹرین پر ہوں، کلبوں میں ہوں یا کسی اور جگہ ہوں ان کا بالکل بھی کوئی جواز نہیں بنتا اور ان کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کرنی چاہیے۔

میں نے ابھی ابتدائی اسلام کی تاریخ سے صرف ایک مثال بیان کی لیکن ایسی ان گنت مثالیں اور بھی ہیں جو اسلام کی بے مثال تعلیم کی گواہی دیتی ہیں۔ ان تعلیمات کی روشنی میں جماعت احمدیہ مضبوطی سے اس عقیدہ پر قائم ہے کہ کسی کو بھی ملکی قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے۔ یقیناً یہ ہمارا پختہ ایمان ہے کہ اسلام جو عزت اور شرف انسانی زندگی اور اس کی آزادی کو دیتا ہے وہ یقیناً تمام بنی نوع انسان کی تاریخ میں بے مثال ہے۔ پس قرآن مجید کی سورۃ نمبر 5، آیت نمبر 33 میں آتا ہے:

”جس نے بھی کسی ایسے نفس کو قتل کیا جس نے کسی دوسرے کی جان نہ لی ہو یا زمین میں فساد نہ پھیلایا ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔ اور جس نے اُسے زندہ رکھا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو زندہ کر دیا۔۔۔“

اس طرح اگر کوئی اسلام کی تعلیم کو انصاف کی نظر سے جانچتا ہے تو جلد ہی وہ جان جاتا ہے کہ باوجودیکہ دہشت گرد کیا دعویٰ کرتے ہیں یا میڈیا مذہب کی کیسی تصویر پیش کرتا ہے آجکل دنیا میں جو دہشت گردی اور شدت پسندی پھیلی ہوئی ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ تشدد اور شدت پسندی کو پھیلاتے ہیں وہ اسلام کی نیک تعلیمات کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور وہ صرف اپنے ذاتی مفادات اور طاقت کی خواہش رکھتے ہیں۔ حقیقت میں اسلام کا لفظی مطلب امن، صلح جوئی اور تمام لوگوں کو تحفظ دینے کے ہیں اور جو اس کے برخلاف چلتا ہے تو وہ مذہب کی تعلیم کے منافی عمل کرتا ہے۔

ان تمام باتوں کی روشنی میں یہ احمدیہ مسلم جماعت ہی ہے جس نے اسلام کی سچی تعلیمات تمام دنیا میں پھیلانے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ یہ احمدیہ مسلم جماعت ہی ہے جو دنیا میں صحیح اور دیرپا امن قائم کرنے کے لیے کوشش کر رہی ہے۔ یہ احمدیہ مسلم جماعت ہی ہے جو دنیا کے تمام قوموں، نسلوں، مذہب اور عقیدہ والوں کو پاس لانے کی کوشش کر رہی ہے تاکہ وہ باہمی محبت کے ساتھ اکٹھے رہ سکیں۔ یہ احمدیہ مسلم جماعت ہی ہے جو انسانیت کو پیار اور رحم کی چھتری تلے اکٹھا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے ہم ہرممکن کوشش کر رہے ہیں۔ سو ایک ایسے وقت میں جہاں دنیا تنازعات اور تفرقوں میں گھر رہی ہے ہم امن کے پُل بنا رہے ہیں جو لوگوں کو قریب لا رہے ہیں۔

مزید برآں ہم انسانیت کی خدمت کے لیے اپنی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ ہم ضرورت مندوں کی مدد کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور انھیں اور ان کے بچوں کو بہتر مستقبل دیتے ہیں۔ اس لیے ہم نے دنیا کے مختلف پسماندہ حصوں میں خدمت انسانیت کے مختلف منصوبے شروع کر رکھے ہیں، مثلاً ہم نے سینکڑوں سکول بنائے ہیں اور بنا رہے ہیں اور درجنوں ہسپتال افریقہ کے دورافتادہ مقامات پر بنائے ہیں، جو مقامی لوگوں کو بلاامتیاز مذہب اور رنگ ونسل تعلیم اور صحت کی سہولتیں فراہم کر رہے ہیں۔ ”زندگی کے لیے پانی“ کے منصوبے کے تحت ہم دورافتادہ مقامات پر رہنے والے لوگوں کے لئے صاف پینے کے پانی کی فراہمی کو یقینی بنا رہے ہیں۔ اسی طرح ہم دوسری بنیادی ضروریات زندگی مہیا کر رہے ہیں تاکہ ان کی تکلیف دور ہو سکے اور وہ نسبتاً آسانی سے زندگی گزار سکیں۔ ہم کوئی تعریف یا پہچان نہیں چاہتے کیونکہ ہم صرف وہ کر رہے ہیں جو ہمارا مذہب ہمیں تعلیم دیتا ہے۔ یہ حقیقی اسلام ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ اس سے اتفاق کریں گے کہ جو میڈیا اس کی تصویر پیش کرتا ہے یہ اس سے کوسوں دور ہے۔ اس لیے آپ کو اسلام سے خوف زدہ ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے اور نہ اسے کوئی خطرہ خیال کریں۔ لیکن ان دہشتگردوں اور شدت پسندوں سے یقیناً خوف زدہ ہونے کی ضرورت

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
28 London Rd, Morden SM4 5BQ
0044 20 3609 4712

ہے جو اسلام کی تعلیمات کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ یہ نہ صرف غیر مسلم دنیا کے لیے بلکہ مسلمانوں کے لیے بھی بہت بڑا خطرہ ہیں۔ اگر ہم تجزیاتی رپورٹس کا جائزہ لیں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ لوگ جو اسلام کے نام پر تشدد کو روا رکھتے ہیں اور مسلمان ممالک مسلمانوں کے خلاف بے پناہ ظلم وستم کرتے ہیں وہ خود مسلمان ہی ہیں۔ پس یہ اسلام نہیں ہے جو آپ پر حملہ کر رہا ہے یا آپ کے حقوق غصب کر رہا ہے بلکہ یہ لوگوں اور گروپس کے اپنے سفلی مقاصد اور ایجنڈے ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

احمدی مسلمان ہونے کے ناطے ہم دنیا میں اپنے الفاظ، عمل اور دعاؤں سے امن قائم کرنیکی پوری کوشش کرتے ہیں اور ہم ہمیشہ ایسا کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ۔ امن کو پھیلانا اور اس کے لیے کام کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے ورنہ دنیا ایک تباہ کن عالمی جنگ کے دھانے پر کھڑی ہے جس کے تباہ کن نتائج ناقابل تصور ہیں۔ پس ہم سب کو برائی کی قوتوں کے خلاف متحد ہو کر کھڑے ہونا چاہیے نیز امن اور ہم آہنگی کے لیے ہم متحد ہو جائیں۔ ایک دوسرے کے خلاف نفرت اور دشمنی پیدا کرنے کی بجائے ہمیں آپس میں امن اور باہمی آہنگی کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ تمام لوگوں اور تنظیموں کو اکٹھے ہو کر انسانی قدروں کی بحالی کے لیے کوشش کرنی چاہیے اور اس دنیا کو پہلے سے زیادہ بہتر اور ہم آہنگی والی جگہ بنانا چاہیے۔ اللہ تمام لوگوں کو عدل اور برداشت کے ساتھ کام کرنے کی توفیق دے اور دنیا میں حقیقی امن پیدا ہو سکے۔ اللہ دنیا کے لوگوں کو دانائی عطا فرمائے تاکہ وہ دنیا جو ہم اپنے بچوں کے لیے چھوڑ کر جائیں وہ اس سے زیادہ خوشحال اور امن والی ہو۔ آمین

اب آخر میں، میں دوبارہ اپنے مہمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے ہماری دعوت کو قبول کیا۔ اللہ آپ سب پر فضل فرمائے۔ آمین

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب پانچ بجے تک جاری رہا۔ خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

مہمانوں کے تأثرات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطاب نے مہمانوں پر گہرا اثر چھوڑا اور بہت سے مہمانوں نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ خلیفۃ المسیح کے خطاب نے ہمارے خیالات بدل دیئے ہیں اور آج ہمیں اسلام کی اصل اور حقیقی پرامن تعلیم کا علم ہوا ہے۔ ان مہمانوں میں سے چند ایک کے تأثرات ذیل میں درج ہیں۔

❁......**ایک کروشین سٹوڈنٹ Meita نے کہا:** خلیفہ کے خطاب سے میں نے سیکھا کہ عدل وانصاف معاشرے میں امن اور خوشحالی کی کنجی ہے۔ خلیفہ نے اقتصادی پہلو کا ذکر کیا۔ اس نے مجھے بہت متاثر کیا۔

❁......**Gambia سے تعلق رکھنے والے ایک مہمان Mumaclou Samba نے کہا:** خلیفہ وقت اور جماعت امن کے پیغمبر ہیں۔ خلیفہ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے بہترین وجود ہیں

❁......**ایک طالب علم IbrahimBarma نے کہا:** میں نے خلیفۃ المسیح کے خطاب سے سیکھا کہ جماعت احمدیہ تمام مذاہب میں رواداری کی تعلیم دیتی ہے۔ اور انتہا پسندوں سے بالکل بیزار ہے۔

❁......**Nigeria سے تعلق رکھنے والے ایک مہمان Caro Hibba نے کہا:** میں نے خلیفہ وقت کو ایک نہایت روحانی شخصیت پایا۔ آپ ایک مرد خدا ہیں۔ آپ بلاخوف وخطر حکومتوں سے مخاطب ہوتے ہیں۔ مجھے آپ کا خطاب سن کر بہت اچھا لگا۔

❁......**ایک German مہمان Sven Giess نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** خلیفہ وقت ایک نہایت مؤثر شخصیت ہیں۔ آپ کا خطاب سن کر بہت اچھا لگا۔ اس سے میں نے سیکھا کہ نفرت جبر اور دہشت گردی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں جماعت احمدیہ کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

❁......**Rehman Miftari صاحب:** ایک جرمن غیر از جماعت مہمان نے کہا کہ خلیفہ کی شخصیت بہت متاثر کرنے والی ہے۔ آپ ہم سب مسلمانوں کے لئے ایک بہترین نمونہ ہیں۔

❁......**ایک Renate ۔German Educator Scheidhauer صاحب** نے القلم پروجیکٹ کو بہت سراہا۔ نیز کہا کہ خلیفہ کے خطاب سے میڈیا کے بالمقابل اسلام کی صحیح تعلیم سیکھنے کا موقع ملا۔

❁......**Croatia سے آنے والے ایک مہمان Mr. Karlo, Relogist نے کہا:** خلیفہ وقت کے خطاب نے اسلام کے بارے میں میری معلومات میں بہت اضافہ کیا۔ نیز کہتے ہیں کہ میں شاملین جلسہ کے اخلاص اور مذہبی رجحان سے بہت متاثر ہوا۔

❁......**ایک مہمان Mr. Eraldo (Finance Accountant) نے کہا:** جلسہ سالانہ نے مسلمانوں کی محبت میرے دل میں پیدا کردی ہے۔ مسلمان امن چاہتے ہیں جنگ نہیں۔ ISIS اسلام کی صحیح تصویر نہیں پیش کرتی۔ وہ جو کچھ کر رہے ہیں وہ ان کے ذاتی مفادات ہیں۔

❁......**ایک مہمان Mr. Marklein Shparthi جو کہ پیشہ کے لحاظ سے انجینئر ہیں نے کہا:** خلیفہ وقت جماعت کی نمائندگی کے لئے بالکل موزوں وجود ہیں۔ آپ کا خطاب سن کر میری روحانیت تازہ ہوگئی۔ جماعت احمدیہ کی طرف میرا راستہ مزید آسان ہوگیا۔ مختلف قومیت کے لوگوں کا ساتھ مل کر کام کرنے میں مجھے بہت متاثر کیا۔

❁......**ایک مہمان خاتون DanialaMrs لکھتی ہیں کہ:** خلیفۃ المسیح ایک پرسکون پرحکمت اور متاثر کرنے والی شخصیت ہیں۔ آپ کے جذباتی اثر سے میں بہت متاثر ہوئی ہوں۔

❁......**ملک Lithunia سے آنے والے ایک مہمان Mr. Thomas نے کہا:** خلیفۃ المسیح کا خطاب بالکل حالات حاضرہ پہ مبنی تھا۔ آپ کے ذریعہ امن کا دروازہ بھی کھلا ہے۔

❁......**ایک مہمان Andreas Richter نے کہا:** جماعت احمدیہ حقیقی اور پرامن اسلام کی تصویر پیش کرتی ہے اور اس پر قائم بھی ہے اور اسلام کی وہ حقیقی تعلیم پیش کرتی ہے جس کے میڈیا والے غلط تصور سے کوئی تعلق نہیں۔

❁......**ایک مہمان Jenifer Pahl نے کہا:** خلیفہ وقت نے اتنے اچھے طریق سے بیان کیا ہے کہ دین برا نہیں ہے لیکن کچھ ماننے والے برے ہوتے ہیں۔ میں اس بات کو بہت ضروری سمجھتی ہوں۔

❁......**ایک مہمان Manuel Olivares جو کہ (Writer and Publisher) ہیں نے کہا:** میں حضور کے خطاب سے پوری طرح سے متفق ہوں۔ آپ نے اپنے خطاب میں زمانہ کی صورت حال کے متعلق بات کی۔

لوگ بہت پرامن اور دوستانہ ہیں، اس سے محبت، بھائی چارہ اور رواداری کے نظارے دیکھنے کو ملتے ہیں۔

❁......**پروفیسر آف تھیالوجی Szesche Sizler صاحب نے کہا:** خلیفۃ المسیح کے خطاب سے رواداری، امن اور مذاہب کے درمیان ڈائیلاگ واضح ہوا ہے۔

❁......**البانیا سے آنے والے ایک طالب علم Ermir Kastrat نے کہا:** خلیفہ وقت تمام دنیاوی حکمرانوں کے لیے نمونہ ہیں۔

❁......**ملک یمن سے تعلق رکھنے والے ایک مہمان Shebab Ramzi صاحب نے کہا:** لوگوں کے اخلاق بہت اعلیٰ ہیں اور میں ایسا محسوس کر رہا ہوں جیسے میں اپنی فیملی میں ہوں۔

❁......**سیریا سے تعلق رکھنے والے قانون کے ایک طالب علم Ahmad صاحب نے کہا:** حضور کے وجود کو بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ حضور نے خطاب میں حقیقی اسلام بیان کیا جو آنحضور ﷺ نے سکھایا۔ وہ نہیں جو آج کل غلط طور پر استعمال ہو رہا ہے۔

❁......**جرمنی سے تعلق رکھنے والے ایک مہمان Mathias Wittner صاحب نے کہا:** خلیفہ وقت ایک عظیم ترین انسان ہیں اور دوسروں کے لئے بہترین نمونہ ہیں۔

❁......**ایک اور مہمان Methias Wilhelms صاحب نے کہا:** خلیفہ وقت ایک کامل انسان ہیں اور دوسروں کے لیے احسن نمونہ اور رہنما ہیں۔

❁......**ایک اور مہمان GezimMuzhoqi صاحب نے کہا:** خلیفۃ المسیح کا وجود بیان نہیں کیا جا سکتا، بہت حیرت انگیز ہے۔

....

کروشیا، لتھونیا اور لاٹویا سے آنے والے وفود کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے الگ الگ ملاقاتیں

آج پروگرام کے مطابق کروشیا، لتھونیا اور لاٹویا (Latvia) کے ممالک سے آنے والے وفود کا ملاقات کا پروگرام تھا۔ آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لائے اور ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔

کروشین وفد سے ملاقات

سب سے پہلے کروشین وفد نے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ کروشیا سے نو افراد پر مشتمل وفد آیا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے باری باری تمام مہمانوں کا تعارف حاصل کیا۔

ایک نوجوان نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ میں نے اپنا ماسٹرز مکمل کیا ہے۔ میں تین سال قبل بھی جلسہ یوکے پر آیا تھا۔ امسال یہاں آیا ہوں۔ میں نے حضور انور کے تمام خطابات سنے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھایا ہے اور میں نے ان سے بہت کچھ حاصل کیا ہے۔

ایک بچی نے بتایا کہ میں ہسٹری کی طالبعلم ہوں اور ایک بچی نے عرض کیا کہ وہ اپنی ڈگری ایگریکلچر میں پلانٹ سائنس میں کر رہی ہے۔

ایک مہمان نے سوال کیا کہ احمدی ہونے والے زیادہ تر ایشیائی اور افریقن ممالک میں ہیں، یورپین ممالک میں یہ تعداد بہت کم ہے، اس کی آپ وضاحت کریں گے ایسا کیوں ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

اس کا مطلب ہے کہ یورپین لوگ زیادہ مادہ پرست ہیں۔ اگرچہ وہ مذہب کو پڑھتے ہیں، دلچسپی بھی لیتے ہیں، پسند بھی کرتے ہیں، مذہب کے پیغام کو پسند بھی کرتے ہیں لیکن ان کی ترجیحات مختلف ہیں اور وہ مذہبی باتوں پر زیادہ توجہ نہیں دینا چاہتے۔ یہ انبیاء کی تاریخ ہے کہ عموماً وہ لوگ جو انبیاء پر ایمان لاتے ہیں وہ غریب لوگوں میں سے ہوتے ہیں کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کا زیادہ خوف رکھنے والے ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ ایک وجہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود کافی تعداد میں پڑھے لکھے، اچھی حیثیت کے لوگوں نے بھی احمدیت قبول کی ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ کم ترقی یافتہ ممالک میں جب انشاء اللہ اکثریت احمدیت قبول کر لے گی تو پھر ترقی یافتہ ممالک کو بھی مذہب کی اہمیت کا احساس ہوگا۔ عیسائیوں کی اکثریت کو جو پختہ ایمان آج سے 20 سال قبل عیسائیت پر تھا آج وہ نہیں ہے یا نئی نسل کو عیسائیت پر وہ ایمان نہیں ہے جو ان کے والدین کو تھا۔ یہ صرف اسلام کی بات نہیں ہے بلکہ لوگ اپنی مادہ پرستی کی وجہ سے مذہب اور اس کی تعلیمات سے دور جا رہے ہیں۔

ایک خاتون مہمان نے سوال کیا کہ اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا مرد وعورت دونوں کے لئے مشکل ہے، خاص طور پر یورپین معاشرہ میں، میں نے آپ کی تقاریر سنی ہیں تو کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی احمدیت میں داخل ہو جائے اپنی پرانی حالت پر قائم رہتے ہوئے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یورپ میں لوگ احمدیت قبول نہیں کر رہے، کر رہے ہیں کچھ تعداد میں وہ جو مذہب کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اور ان کی ترجیحات دوسروں سے مختلف ہیں لیکن ابھی تعداد اتنی زیادہ نہیں ہے۔

اسلام میں کیا مشکل ہے؟ اسلام یہی کہتا ہے کہ پانچ دفعہ دن میں نماز پڑھو، یہی آپ کے لئے سب سے مشکل چیز ہے۔ لیکن اسلام یہ بھی کہتا ہے کہ اگر آپ مصروف ہیں اپنے کام کی جگہ پر اور آپ کو نماز پڑھنے کی جگہ میسر نہیں ہے تو آپ دو نمازیں جمع کر کے ادا کر لیں۔ اسی طرح سردیوں میں جب نمازوں کے دوران وقت کم رہ جاتا ہے تو آپ نمازیں جمع کر سکتے ہیں اور جب دن بہت لمبے ہو جاتے ہیں اور راتیں بہت چھوٹی تو پھر بھی آپ شام کی نمازیں جمع کر کے ادا کر سکتے ہیں۔

اب دوسری بات آپ کا لباس ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسلام میں لباس کی تعلیم پر عمل کرنا بہت مشکل ہے۔ خاص طور پر عورتوں کے لئے کہ اپنا سر ڈھانک کر رکھو اور لمبے کوٹ پہنو۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ آپ ہمیشہ لمبے کوٹ پہن کر رکھو، اسلام صرف یہ کہتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو اور اپنے سینے کو ڈھانکو۔ اپنے سر ڈھانک کر رکھو تاکہ آپ دوسروں سے ممتاز نظر آؤ اور لوگوں کو پتا ہو کہ آپ کا حیاء کا معیار بہت اعلیٰ ہے اور اگر کسی مرد کے ذہن میں کوئی برا خیال ہو تو وہ اس خیال کو نکال دے۔ اس تعلیم کے پیچھے ایک فلاسفی ہے۔ میرے نزدیک حیاء عورت کا خزانہ ہے اور تمام مذاہب میں حیاء کو اہمیت دی گئی ہے۔ اسی لئے عیسائی راہبائیں لمبا ڈھانکنے والا لباس پہنتی ہیں تاکہ وہ دوسری

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden **SM4 5JF**
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

عورتوں سے ممتاز نظر آئیں اور پتا چل جائے کہ وہ زیادہ مذہبی خیال کی حامل ہیں۔ یہ مذہب ہی ہے جو انہیں بتاتا ہے کہ اپنا سر ڈھانک کر رکھو اور لمبا کوٹ پہنو اور اپنے آپ کو ڈھانک کر رکھو۔ مذہبی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ ابتداء سے ہی حیاء کو عورتوں کے تعلق میں فوقیت دی گئی ہے۔ مردوں کی نسبت عورتیں خود یہ چاہتی ہیں کہ ان کی حیاء کی عزت قائم رکھی جائے۔ کیا آپ یہ نہیں چاہتی؟ ہاں جس ماحول میں آپ پروان چڑھی ہیں شاید آپ کو اس کا احساس نہ ہو کہ مناسب لباس اور حیاء کی اہمیت کیا ہے لیکن بعض اوقات آپ اپنے اندر سے محسوس کرتی ہیں جب آپ بہت سے مردوں میں اکیلی ہوں کہ آپ محفوظ نہیں ہیں۔ میں نے بہت سی خواتین سے بات کی ہے، ان میں سے بہت سی غیر مسلم اور یورپین بھی ہیں، وہ کہتی ہیں کہ جب وہ بہت سے مردوں میں ہوتی ہیں تو وہ شرمندگی محسوس کرتی ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ آپ کے اندر کوئی چیز ایسی ہے جو آپ کو محسوس کرواتی ہے کہ آپ ان میں عجیب یا مختلف ہیں۔

ایک اور مہمان نے سوال کیا کہ مذاہب کی تاریخ بتاتی ہے کہ ابتداء میں ان کے ماننے والوں پر ظلم وستم ہوا جیسا کہ احمدیہ جماعت کے ماننے والوں پر آجکل ہو رہا ہے، لیکن جب ان پر ظلم ختم ہوا اور وہ غالب آگئے تو انہوں نے اپنا راستہ تبدیل کر لیا اور دوسروں پر ظلم وستم شروع کر دیا۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب آپ پر ظلم و زیادتی ختم ہو جائے گی تو پھر اس کے بعد آپ کا عمل کیا ہوگا؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: مذاہب کی تاریخ بتاتی ہے کہ جب انبیاء آئے تو وہ ایک خاص قوم یا علاقہ کے لئے آئے، حتیٰ کہ یسوع مسیح بھی صرف بنی اسرائیل کے لئے آئے۔ لیکن اسلام یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ ایک عالمگیر مذہب ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا، اس کے بعد اب کوئی اور شریعت نہیں آئے گی۔ اگرچہ رسول کریم ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک زمانے کے بعد مسلمان صحیح اسلامی تعلیم سے دور جا پڑیں گے اور پھر چودھویں صدی میں امام مہدی اور مسیح موعود تشریف لائیں گے، جن پر ہم ایمان لاتے ہیں۔ وہ پھر اسلام کی اصل تعلیمات کا احیاء فرمائیں گے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اب جبکہ تعلیمات مکمل اور جامع ہیں اور مزید کوئی تعلیمات نہیں آئیں گی تو پھر اب تعلیم میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی چاہے احمدیت یعنی حقیقی اسلام ساری دنیا میں کیوں نہ پھیل جائے۔ حضرت عیسیٰ ؑ کی تعلیمات پولوس کی محرف شدہ تعلیمات سے بالکل مختلف تھیں، تین صدیوں تک عیسائی ایک خدا کو مانتے رہے، اسی لئے اصحاب کہف نے اپنی زندگیاں غاروں میں گزاریں۔ انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ وہ باہر آتے تھے اور ظلم وستم سے بچنے کے لئے پھر غاروں میں چلے جاتے تھے۔ لیکن جب بادشاہ ایمان لے آیا تو آہستہ آہستہ ظلم وستم ختم ہو گیا لیکن عیسائیت کی تعلیم میں تحریف وتبدل ہوتا گیا اور عیسائیت کی اصل تعلیمات پر عمل کرنے والوں کی تعداد میں کمی ہوتی چلی گئی۔ آجکل کی عیسائیت ہرگز وہ عیسائیت نہیں ہے جو حضرت عیسیٰؑ نے پیش کی تھی بلکہ وہ پولوس کی محرف شدہ تعلیم ہے۔ ابھی بھی بائبل میں کچھ آیات ہیں وہ پڑھیں، یسوع مسیح نے کبھی خدا یا اس کا بیٹا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا لیکن آجکل کے عیسائی ایسا عقیدہ رکھتے ہیں۔ قصہ مختصر عیسائیت کی اصل تعلیم تحریف وتبدل کا شکار ہو چکی ہے۔ جہاں تک احمدیت کا تعلق ہے تو ہمارا ایمان ہے کہ چونکہ تعلیم میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی اس لئے مذہب میں کسی نئی تعلیم کے آنے کا بھی کوئی امکان نہیں ہے۔ اگر ہم قرآن مجید کی اصل تعلیمات پر عمل پیرا رہیں گے جس کا حرف حرف غیر مبدل اور وہی ہے جو رسول کریم ﷺ پر 1400 سال قبل اترا تھا اور کتابی شکل میں محفوظ کرنے کے علاوہ ہزاروں لاکھوں لوگوں نے اسے حفظ کیا ہے۔ جب یہ محفوظ ہے تو اس کی تعلیم میں بھی کسی تبدیلی کا امکان نہیں ہے۔ یہ ہمارا ایمان ہے۔ اگر اس میں کوئی تبدیلی ہوئی بھی تو اس کے متن میں نہیں ہو سکتی البتہ اس پر عمل کرنے میں ہو سکتی ہے جیسا کہ آجکل عام مسلمان اس کی اصل تعلیم پر عمل پیرا نہیں ہیں۔ اسی لئے ان سے تمام مظالم اور فساد برپا ہو رہا ہے۔ جماعت احمدیہ اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کر رہی ہے۔ اس سے ظلم نہیں ہوگا؟

ایک مہمان David Bernadic جو کہ ممبر پارلیمنٹ ہیں، انہوں نے بتایا: جو محبت اور امن کا ماحول جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے دوران ملتا ہے اس کا سہرا جماعت کے سربراہ خلیفۃ المسیح کو جاتا ہے جو دنیا بھر میں امن اور محبت کا پرچار کرتے ہیں۔ دنیا جن خطرات سے اس وقت دوچار ہے اس کا حل یہی ہے کہ سربراہ احمدیہ جماعت کی نصائح کا اور مشوروں کا سنجیدہ تجزیہ کیا جائے اور ان پر عمل کیا جائے۔ ان پر عمل کرنے کے نتیجہ میں ہی دنیا کے مسائل حل ہو جائیں گے۔

ایک مہمان Ivan صاحب نے کہا: خلیفۃ المسیح نے اپنے خطابات میں دنیا کو بچانے اور امن کے قیام کے لئے جو توجہ دلائی ہے وہ قابل تحسین ہے اور دنیا کے مسائل کا حل انہی امور سے ہوگا جو خلیفۃ المسیح نے بیان کئے ہیں۔ اس کے مطابق آج کی دنیا مادہ پرست رویہ دور کر دے اور سنجیدگی سے خدا کی عبادت اور انسانی ہمدردی اپنا لے تو دنیا کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

Ivana صاحبہ کے مطابق جلسہ سالانہ کے تمام انتظامات بہت عمدہ اور اعلیٰ تھے تاہم انہوں نے Translation میں استعمال ہونے والی Devices کو بہتر کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

ایک مہمان خاتون Tina صاحبہ نے کہا: جلسہ سالانہ جرمنی میں خواتین کے حقوق اور ان پر حضرت محمد ﷺ کے احسانات کے بارہ میں جو خلیفۃ المسیح کا خطاب تھا اس نے ان پر اسلام میں عورت کے بارہ میں بہت عمدہ اثرات مرتب کئے ہیں اور اب وہ کہہ سکتی ہیں کہ عورت کی اسلام میں کس قدر اہمیت ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خواتین کے جلسہ سے خطاب پر بھی وہ بہت خوش تھیں اور حیران تھیں کہ اسلام نے کتنی عمدگی سے عورت کے ساتھ مساوات قائم رکھنے کا حکم دیا ہے اور کتنی عمدگی سے عورت اور مرد کے حقوق کی وضاحت کی ہے۔ حضور انور کے اس خطاب کو سننے کے بعد اس موضوع کے بارہ میں ان کے علم میں بہت اضافہ ہوا ہے۔

ایک مہمان خاتون Ana صاحبہ نے بتایا: وہ بدھ اور ہندو مذاہب سے بہت متاثر ہیں لیکن جلسہ سالانہ میں شمولیت کے بعد احمدیت کے بارہ میں سنجیدگی سے مطالعہ شروع کر رہی ہیں۔ اس کے مطابق جلسہ سالانہ میں شمولیت کے بعد ان پر حقیقی اسلام کی تصویر بہت بہتر رنگ میں ابھری ہے اور وہ اپنے اس مطالعہ کو اب وسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔

کروشین وفد سے یہ ملاقات آٹھ بجکر 40 منٹ پر ختم ہوئی۔

لتھوینیا اور لاٹویا کے وفد سے ملاقات

اس کے بعد لتھوینیا (Lithuania) اور لاٹویا (Latvia) سے آنے والے وفود نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

لتھوینیا سے آنے والے ایک مہمان نے عرض کیا کہ میں دوسری دفعہ آیا ہوں۔ جلسہ کے انتظامات سے بہت متأثر ہوا ہوں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بغیر کسی حکومتی مدد کے جلسہ کے سارے انتظامات ہوئے ہیں۔ مہمان نے عرض کیا کہ بہت بڑی تعداد تھی۔ گزشتہ سال سے زیادہ تھی۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

☆......ایک مہمان نے عرض کیا کہ میں پہلی دفعہ آیا ہوں اور جلسہ کے انتظامات نے مجھے بہت متأثر کیا ہے۔ ایک سوال پر کہ جاپان میں ہمارا کیا پروگرام، پلان ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا، جاپان میں احمدیوں کی ایک تعداد ہے۔ وہ احمدیت کو سمجھتے ہیں اور ہمارے سسٹم اور نظام میں شامل ہیں اور باقاعدہ جماعتی پروگراموں میں شامل ہوتے ہیں۔

☆......ایک خاتون مہمان نے عرض کیا کہ میں دوسری دفعہ آئی ہوں، انٹرنیشنل ریلیشن میں ہوں۔ یہاں مختلف کلچر کے لوگ تھے۔ سب مل جل کر رہتے تھے۔ کوئی لڑائی جھگڑا نہیں تھا۔ اس بات نے بہت متأثر کیا ہے۔

☆......ایک مہمان خاتون نے عرض کیا میں ایک کمپنی میں کام کرتی ہوں اور پہلی دفعہ آئی ہوں۔ یہاں بہت سی مسلمان عورتوں کو دیکھا ہے۔ مختلف علاقوں اور کلچر کے لوگ تھے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اتنے زیادہ کام کے باوجود آپ نے کوئی احمدی خاتون Depress نہیں دیکھی ہوگی۔

☆......ایک شخص نے عرض کیا کہ میری بڑی خواہش تھی کہ کسی ایسے شخص سے ملاقات ہو جو مذہب کو سمجھتا ہو اور میری اچھے طریق سے راہنمائی کرے۔ میں حضور انور کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ حضور کے خطابات سے مجھے سارے سوالوں کے جواب مل گئے ہیں۔

لتھوینیا سے آنے والی ایک مہمان خاتون ماریہ کومیاگو (Marija Komiago) جو Legal Accountancy Services میں پروجیکٹ مینیجر ہیں نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا:

’’جلسے میں شامل ہونا میری زندگی کا ایک بہت اچھا تجربہ ہے۔ کام کے حوالے سے اکثر پاکستان، ایران، عراق اور دبئی کے لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے۔ جو اسلام کو ماننے والے ہیں۔ مجھے میرے دوست اکثر یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ اسلام کے ماننے والے ہیں اور اسلام دہشتگردی کا مذہب ہے۔ لیکن جلسے میں شمولیت کے بعد میں یہ ماننے پر مجبور ہوں کہ مسلمان لوگ بہت اچھے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کرنے والے ہیں۔ مجھے ان دنوں کے دوران یوں محسوس ہوا جیسے میں اپنے ہی گھر میں رہ رہی ہوں۔ اس لئے میں واپس جا کر اپنے دوستوں کی مسلمانوں کے بارے میں رائے کو تبدیل کروں گی‘‘۔

☆......لتھوینیا سے آنے والے ایک مہمان تھامس چیپائتس (Thomas Cepaitis) جو لیتھوینیا میں ایک علاقہ Uzhupis کے وزیر خارجہ ہیں کہتے ہیں:

یہ ایک عظیم جلسہ ہے اور اس جلسے نے اسلام کے بارے میں میرے تصورات کو ہمیشہ کے لئے بدل کر رکھ دیا ہے۔ مجھے اس سے قبل جماعت کا زیادہ تعارف نہیں تھا۔ جماعت کے لوگ بہت ہی مہمان نواز ہیں اور محبت کرنے والے ہیں۔ نمائش میں مختلف لوگوں کے ہاتھوں سے قرآن مجید لکھنے کا Idea بہت اچھا لگا۔ مختلف ممالک سے آئے ہوئے لوگوں کو اکٹھا رہتے ہوئے دیکھ کر بھی بہت اچھا لگا۔ امام جماعت احمدیہ بہت عظیم انسان ہیں اور ان سے ملنا میرے لئے بہت اعزاز کی بات ہے۔ امام جماعت احمدیہ کو نماز پڑھاتے دیکھنا بہت اچھا لگا۔ نماز ایک زندہ عبادت ہے۔ عیسائیت کو بھی امام جماعت احمدیہ سے یہ باتیں سیکھنی چاہئیں۔

☆......لتھوینیا سے آنے والے ایک مہمان زِل وِنس یوزولےنس (Zilvinas Juzulenas) کہتے ہیں:

’’جلسے کے ماحول نے مجھے بہت متأثر کیا ہے۔ آپ کی جماعت کے لوگ بہت کھلے دل کے مالک ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ میری دوسری فیملی ہے۔ جلسے میں شمولیت سے قبل میں اسلام کو بُرا مذہب تصور کرتا تھا لیکن اب میں واپس جا کر لوگوں کو اسلام کی خوبیوں سے آگاہ کروں گا۔ اس جلسے میں شمولیت سے میرے اسلام کے بارے میں غلط تصورات کی اصلاح ہوئی ہے۔

امام جماعت احمدیہ سے ملاقات کرنے سے ایک قسم کی خاص روحانیت کا احساس ہوا۔ میرے لئے یہ بہت خوش نصیبی کی بات ہے کہ مجھے ان سے مصافحہ کا شرف ملا جس کے لئے ہر احمدی کے دل میں تڑپ ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے جب سے مصافحہ کیا ہے مجھے ایک خاص روحانیت ملی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ یہ لمس کا احساس ہمیشہ ساتھ رہے اور یہ ہاتھ میں کبھی نہ دھوؤں۔ پھر کہتے ہیں کہ جلسہ میں جو مہمان ہیں وہی میزبان بھی ہیں اور ہر وقت مسکراتے چہروں سے ایک دوسرے کی مدد کرتے نظر آتے ہیں‘‘۔

☆......لتھوینیا سے آنے والے ایک مہمان خاتون گابیا تاراپوسکینے (Babia Tarapovskyte) جو کہ Veterinary Science Programme of Lithuania کی Student ہیں، اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں۔

میرے ملک لتھوینیا میں ایک کہاوت ہے کہ ’ہمیشہ سیکھو، سیکھو اور ایک مرتبہ اور سیکھو‘۔ میں نے ان دنوں میں اسلام کے بارہ میں بہت کچھ سیکھا۔ اندازہ ہوا ہے کہ اسلام

☆Design 4 Build Services☆

تعمیرات کے شعبہ میں ماہرانہ خدمات

تجربہ کار انجینئرز، آرکیٹکٹس اور بلڈرز کی ایک قابل اعتماد ٹیم جو آپ کے رہائشی، کمرشل اور انڈسٹریل پراجیکٹس کے علاوہ پرانے گھروں کی تعمیر و توسیع و آرائش میں بھی آپ کی مناسب رہنمائی کرتی ہے۔

ہماری خدمات: ☆ڈیزائننگ، پلاننگ، تعمیر اور سپرویژن ☆پلاننگ پرمشن، درخواست واپیل ☆سٹرکچرل انجینئر کی رپورٹ، مشورہ اور راہنمائی

We help to buy and sell properties for cash. We welcome builders and investors to join our team.

Contact: M: 0791 008 0278, **W:** design4build.com

حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف خصوصی توجہ دیتا ہے۔ میں واپس جا کر بھی اسلام احمدیت کا پیغام دوسروں تک پہنچاؤں گی۔ نیز میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ اس جلسہ کے بعد سب سے بڑھ کر یہ کہ میں اپنے اندر بہت بڑی تبدیلی محسوس کر رہی ہوں، میری نیک تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں اور میں امید کرتی ہوں کہ میں دوبارہ بھی اس جلسے میں آؤں گی۔''

☆......لتھوینیا سے آنے والے ایک مہمان دے مانتے ولسنسکائیتے (Deimante Vilcinskaite) جو کہ ایک کالج میں International Relations کے نگران ہیں کہتے ہیں:

''امام جماعت احمدیہ کی تقاریر نے اسلام کے متعلق بہت آگاہی دی اور اسلام کے بارے میں معلومات نے میری سوچوں کو بہت وسعت دی ہے۔ میں اس بات پر آپ کا بے حد شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ آپ نے بڑی گرمجوشی سے ہمیں خوش آمدید کہا اور مہمان ہونے کی صورت میں ہمیں بہت زیادہ عزت دی۔''

☆......لتھوینیا سے آنے والے ایک مہمان شارونس باداؤسکس (Sarunas Badauskas) جو کہ ایک لاءفرم کے مینیجر ہیں، کہتے ہیں:

''میں دوسری مرتبہ یہاں آیا ہوں اور یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں یہ جلسہ بہت وسیع اور بہت متأثر کن ہے۔ پہلے کی طرح اب بھی بہت اچھا محسوس کر رہا ہوں۔ دوسرے لوگوں کے مذہب اور تہذیب کو جاننا میرے لئے ایک اچھا تجربہ ہے اور میں جلسے میں شرکت کی دعوت پر امام جماعت احمدیہ کا بہت شکر گزار ہوں۔''

☆......ملک Latvia سے آنے والے ایک وکیل اینڈریو ڈاسینکو (Andrew Dacenko) اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

پہلی مرتبہ جلسہ سالانہ میں شمولیت کا موقع ملا۔ مجھے جماعت کے لوگوں سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ جماعت احمدیہ کے امام بہت ہی شفقت کرنے والے اور عظیم انسان ہیں۔ جلسہ سالانہ میں شرکت نے مجھے اس بات پر بھی غور کرنے کا موقع دیا کہ یورپ میں اسلام کی کیا اہمیت ہے۔ تمام تقاریر معلومات سے بھرپور تھی۔ اسلام کے بارے میں کم علمی کی وجہ سے تقاریر کو مکمل طور پر تو نہ سمجھ سکا لیکن ان تین دنوں میں مجھے احمدیہ جماعت کے بارے میں بہت کچھ سمجھنے کا موقع ملا اور میں جلسہ کے ماحول سے بہت متأثر ہوا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ بھی لوگ جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے Latvia سے آئیں گے۔''

☆......Latvia سے آنے والے ایک اور وکیل آروڈز بوگووس کس (Arvids Bugoveckis) کہتے ہیں۔:

''پہلی مرتبہ جلسہ سالانہ میں شرکت کا موقع ملا، جلسے میں شمولیت سے قبل جماعت احمدیہ کے متعلق زیادہ معلومات نہیں تھیں۔ لیکن ان دنوں میں اسلام کے بارے میں بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ میں نے اپنی زندگی میں آپ سے زیادہ محبت کرنے والے، مدد کرنے والے اور خدمت کرنے والے لوگ نہیں دیکھے۔ جلسہ سالانہ میں شمولیت میرے لئے فخر کا باعث ہے اور واپس جا کر میں اپنی زندگی کے متعلق دوبارہ غور کروں گا۔''

لتھوینیا اور لاٹویا کے وفود کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے یہ ملاقات نو بجے ختم ہوئی۔ آخر پر وفد کے ممبران نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

..................................(باقی آئندہ)

☆......☆......☆

بقیہ: مختصر عالمی جماعتی خبریں

..............................از صفحہ نمبر 2

کے بغیر کوئی مذہب زندہ نہیں رہ سکتا اور اس کے بغیر دنیا کا کوئی بھی نظام نہیں چل سکتا۔ مسلمان بکھر چکے تھے، امام مہدی علیہ السلام نے آ کر ان کو اکٹھا کر دیا ہے۔ اب اگر آج بھی کوئی پراگندہ ہے، کوئی بکھرا ہوا ہے تو وہ خلافت کو نہ ماننے کی وجہ سے ہے۔ اور مسلم دنیا کے کافی مسائل صرف اسی بات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہیں۔

اس کے بعد مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت بینن نے تقریر کی۔

آپ نے مسجد کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ ہم مسلمان مسجد کیوں بناتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے کہ آپ کی امت کے لئے تمام زمین مسجد بنا دی گئی ہے۔ اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسرے انبیاءؑ پر ایک فضیلت بھی ہے۔

اب یہاں مسجد بن گئی ہے اب اگر مؤذن کی اذان کے بعد لوگ نماز پر نہ آئیں تو اس مسجد کا کیا فائدہ ہوگا۔ اس مسجد کو آپ لوگوں نے بھرنا ہے اس کی رونق آپ لوگوں کی حاضری سے ہی ممکن ہے۔ مسجد کا یہی مقصد ہے کہ ہم ساتھ رہیں اور ایک دوسرے کا خیال رکھیں۔

اس کے بعد آپ نے عربوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے کی مثال دی کہ عرب میں ایک جنگ 100 سال تک محیط رہی اور اس کی وجہ صرف ایک اونٹ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا میں تشریف لائے تو آپ کی آمد کا مقصد دنیا میں امن قائم کرنا تھا۔ اور یہ مساجد کا قیام بھی اسی غرض کے لئے ہونا چاہئے۔ ان مساجد سے ہمیں امن و آشتی اور بھائی چارہ کا سبق ملتا ہے۔

آپ نے نماز میں ساتھ ساتھ کھڑے ہونے اور صفوں میں خلا نہ چھوڑنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اسلام آپس میں بھائی چارہ اور پیار اور محبت سے معاشرتی زندگی گزارنے کا سبق سکھانے کے لئے یہ حکم دیا ہے۔ اس طرح نماز سے امام کی اطاعت کا سبق ملتا ہے۔ اور خدا کے بنائے ہوئے امام یعنی حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس کی اطاعت ہم سب پر لازم ہے۔ اور ہماری عبادات قابلِ تحسین ٹھہریں گی۔ اور مساجد کی تعمیر کے مقاصد کو بھی حاصل کرنے والے ہوں گے۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں حقیقی طور پر مسجد سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہاں ہم سب امن و امان سے رہنے والے ہوں اور دوسرے گاؤں کے لئے ہم ایک نمونہ ہوں۔

اس کے بعد امیر صاحب نے دعا کروائی۔ بعد ازاں گاؤں والوں نے امیر صاحب اور ان کے ساتھ آئے ہوئے وفد کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد تمام شاملین کی خدمت میں ریفریشمنٹ پیش کی گئیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پروگرام میں شاملین کی تعداد 550 سے زیادہ رہی۔ الحمدللہ۔

FOUR VACANCIES

Ministers of Religion: Ahmadiyya Muslim Community

1. **Indonesian Speaker**
2. **Bangla Speaker**
3. **Urdu Speakers (2 vacancies)**

We are a UK registered charity, a religious community, that runs its own religious training academy and faith based TV channels for viewers all over the world.

ABOUT THE ROLES: We are inviting applications for the following FOUR posts of Minister of Religion. All candidates will be expected to lead congregational prayers, have a dynamic preaching record, be fully conversant with both Arabic and Urdu languages and in addition to a recent qualification equivalent to English Language level B2 on the CEFR.
They should have the further main qualifications/experience listed below. The successful applicants may be posted at any one of the 26 mission centres in the UK. These are permanent positions to help meet the community's growing spiritual and religious needs.

	Main qualification/work	*Likely posting*
Indonesian speaker	Prepare and present religious programmes on TV	London SW19
Bangla speaker	Prepare and present religious programmes on TV	London SW19
Urdu speaker	Research, edit preaching literature and religious periodicals	London SW18
Urdu speaker	Lead prayers and deliver sermons	Cambridge

JOB DESCRIPTION: You would be required to do some or all of the following:

Lead and encourage attendance at obligatory prayers; deliver sermons on Fridays and other gatherings; preach and propagate to members of the public the teachings of the founder of the Ahmadiyya Muslim community; enter into correspondence with members and the general public; defend the teachings against opponents and non-believers; translate literature and correspondence in or from the relevant languages specified above; carry out research on relevant secular and non-secular subjects, publish periodicals, participate in inter-community matters; liaise with members of the community and resolve social problems; introduce programmes; host religious talk shows, current affairs or religious/cultural educational programmes; attend promotional events for our faith community, conferences and social functions; and related administrative duties.

EXPERIENCE REQUIRED:
You must have a wide range of knowledge in the Holy Quran, Ahadith (Traditions of the Prophet of Islam) and Islamic topics and preferably be familiar with the writings of Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad - Founder of the Ahmadiyya Muslim community and of his claims gained through an intensive course of private or college study of not less than four years full-time. You must have language skills in Urdu and Arabic languages and as specified, in respect of the first two vacancies, with a good understanding of Indonesian or Bangla languages. You should have served as a Minister of Religion for not less than two years except in the case of the third vacancy above where strong academic qualification supplemented by a minimum of 6 months' experience as a trained Minister of Religion shall be considered.
For all vacancies you must have a good record of performance. For all vacancies, you will preferably have some previous broadcasting experience, and a strong understanding of our targeted audiences particularly in the East. You should also possess good interviewing, listening and spoken communication skills, good interpersonal skills, be able to follow instructions, memorise facts and also have good planning and organisational ability. You need to have a confident and relaxed manner in dealing with members of the public. We expect you to be able to work under pressure.

QUALIFICATIONS REQUIRED: You are expected to have either:

a Shahid "degree" or equivalent gained from attending a 4 years full-time Jamia Ahmadiyya college; OR at NVQ3 level or a UK degree level or equivalent qualification in Islamic religious studies or a relevant HND level qualification plus at least two years' relevant work experience as an Imam.

PACKAGE: The stipend/customary offerings package include the following:

Stipend of £4,200/- per annum (for 35 hours a week on average; plus rent free accommodation with all utilities eg council tax, water rates, gas, electricity paid by the Employer; travel expenses reimbursed); 25 days holidays per annum.)

Closing Date: 18 November 2016
Please apply to:
Mansoor.Shah@ahmadiyyauk.org OR write to:
The National President, Ahmadiyya Muslim Association UK,
16 Gressenhall Road London SW18 5QL

بقیہ رپورٹ جلسہ سالانہ یوکے 2016ء

از صفحہ نمبر 20........................

ڈراتی تھی۔

= پس یہ گروہ در گروہ لوگ جو ہمارے گھر میں اُترتے رہے ہیں یہ وہی وعدہ خدا کا ہے اور اگر تُو چاہے تو یاد کر۔

= تم میری اہانت چاہتے ہو اور میرا خدا مجھے عزت دیتا ہے اور تم میری تحقیر چاہتے ہو اور میرا خدا میری بزرگی ظاہر کرتا ہے۔

= اور تُو مجھے دیکھتا ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کے فضل سے مخلوق کا مرجع ہوں۔ اور کیا ایک ویرانہ زمین میں کبوتر خوش آوازی سے گاتا ہے۔

= اور مخلوق ہر ایک راہ سے میرے پاس آرہی ہے۔ اور ہر ایک دیکھنے والا میری طرف دوڑ رہا ہے۔

= بہت سے بندے ایسے ہیں جنہوں نے اپنی جان پر مجھ کو اختیار کر لیا۔ یہاں تک کہ ڈرائے گئے پھر قتل کئے گئے۔

= تقویٰ کے نور کے ساتھ اُن کے منہ روشن ہو گئے۔ پس تیری آنکھیں ان کو پہچان لیں گی اگر کدورت لاحق حال نہ ہو۔

= اور اگر میری قوم مجھے دیکھ لیتی تو نجات پا لیتی دنیا کی ذلت سے اور آخرت میں عزت دی جاتی۔

= پس جب وہ یہودی بن گئے تو مَیں ان کے لئے عیسیٰ بن گیا۔ اور اس قدر بیان میری طرف سے کافی ہے ان کے لئے جو سوچتے ہیں۔

= اور بہ تحقیق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ جو حدیث میں تھا پورا ہو گیا۔ جبکہ مسلمانوں میں اُنہیں میں سے ایک امام آیا جو نصیحت کرتا اور یاد دلاتا ہے۔

بعد ازاں مکرم عصمت اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام

جمال و حُسن قرآں نُورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

میں سے چند اشعار ترنّم کے ساتھ پڑھے۔

امن انعام کا اعلان

اس کے بعد مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یوکے نے امن انعام کا اعلان کیا جسے Ahmadiyya Muslim Peace Prize کہا جاتا ہے۔ یہ انعام جماعت احمدیہ یوکے کے زیر انتظام منعقد ہونے والی امن سمپوزیم کے موقع پر دیا جاتا ہے۔ مکرم امیر صاحب نے کہا کہ یہ انعام 2009ء سے دیا جا رہا ہے اور دنیا بھر میں امن کو فروغ دینے کے لئے منتخب شخصیات کو دیا جاتا ہے۔ امسال مکرمہ Setsuko Thurlow صاحبہ کو یہ انعام دیا جائے گا۔ Hiroshima پر بم گرائے جانے کے بعد بچ گئی تھیں اور اب Nuclear ہتھیاروں کو ختم کرنے کے لئے کام کر رہی ہیں۔ آپ 13 سال کی تھیں جب Hiroshima پر Atomic Bomb گرایا گیا۔ اس کے بعد حالات کو دیکھ کر اور آپ کے تجربات نے آپ کی زندگی بدل دی۔ بذات خود Atomic Bomb کے نتائج دیکھ کر یعنی موت، عظیم تکالیف اور تباہی کو دیکھ کر آپ نے اپنی زندگی Nuclear ہتھیاروں کو ختم کرنے کے لئے وقف کر دی۔ آپ نے Nuclear جنگوں کے نتیجہ میں انسانی ہمدردی اور انسانی خدمت کے پہلو کو خاص طور اجاگر کیا ہے اور Nuclear کے موضوع سے متعلق خاموشی کو ختم کرنے کی بالخصوص کوشش کی۔ اور Nuclear کے خلاف کئی مہمات جاری کیں۔ آپ اب کینیڈا میں رہتی ہیں اور وہاں کی نیشنل ہیں۔ کینیڈا اور جاپان دونوں نے آپ کے کام کو سراہا ہے اور آپ کو The order of canada Medal بھی ملا ہے جو کینیڈا کے شہری کے لئے سب بڑا انعام ہے۔ آپ کو جاپانی حکومت کی طرف سے Nuclear ہتھیاروں کو ختم کرنے کے لئے خاص نمائندہ بنایا گیا۔ آپ نے United Nations کی Assembly کی First Committee سے بھی خطاب کیا ہے۔ آپ کو Ahmadiyya Muslim Peace Prize جماعت احمدیہ یوکے کے زیر انتظام امن سمپوزیم 2017ء کے موقع پر دیا جائے گا۔

....

تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء میں میڈلز اور اسناد کی تقسیم

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دست مبارک سے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے درج ذیل طلباء میں میڈلز اور اسناد تقسیم فرمائیں۔

Male GCSE

Name	Jama'at	Qualification
Mansoor bin Ahmad	High Wycombe	9 A*s and 2 As at GCSE Level
Mansoor Dahri	Fazl Mosque	6A*s and 4 As at GCSE Level with additional A grade in FSMQ Additional Maths
Talha Ahmed	Baitul Futuh South	10 A*s and 1 A at GCSE Level with additional A grade in FSMQ Additional Maths.
Mirza Rizwan ahmad	Fazl Mosque	9 A*s and 2 As at GCSE Level
Haris Ahmed	Baitul Futuh South	7A*s and 5 As at GCSE Level with additional A grade in FSMQ Additional Maths
Rashid Mubashir Talha	Jamia	10 A*s at GCSE Level with additional A grade in FSMQ Additional Maths
Hammad Mushtaq Butt	West Croydon	7 A*s and 3 As at GCSE Level
Mirza Labeeb Ahmad	Deer Park	7A*s and 4 As at GCSE Level
Syed Abdul Bari Razvi	Leeds	7 A*s and 4 As at GCSE Level
Zakaa ur Rehman Rana	Slough	6 A*s and 5 As at GCSE Level
Haris Ahmed	Mitcham	7A*s and 5 As at GCSE Level
Ahsan Ahmed	Hounslow South	7A*s and 4 As at GCSE Level
Maaz M. Malik Majoka	Surbiton	10 A*s and 1 A at GCSE Level
Talha Ahmad Majid	Tooting Bec	7 A*s and 5 As at GCSE Level
Danyal Suhail	Thornton Heath	8 A*s and 4 As at GCSE Level
Syed Yousaf Ahmad	Scunthorpe	8 A*s and 1 A at GCSE Level with additional A grade in FSMQ Additional Maths
Ammar Ahmad Chaudhry	Scunthorpe	9 A*s and 2 As at GCSE Level with additional A grade in FSMQ Additional Maths
Sammar Ahmad	Southmead	8 A*s and 3 As at GCSE with additional A grade in FSMQ Additional Maths
Furqan Khalid	Greenford	8A*s and 4 As at GCSE Level
Adam Ansar Khan	Birmingham central	7 A*s and 3 As at GCSE Level
Roshan Bajwa	Fazl Mosque	6A*s and 4 As at GCSE Level
Athar Ahmad Mirza	Walsall	6A*s and 4 As at GCSE Level

Hamza Masroor Malik	Birmingham South	7A*s and 2As at GCSE Level
Mahid Khan	New Malden	8A*s and 3As at GCSE Level
A Level		
Shahmeer mirrani Baloch	Thornton Heath	1A* and 2As at A LEVEL and 1A at A/S LEVEL
Daanyaal Chaudry	Aldershot	4A*s at A Level and 1A at AS Level
Faiz Ahmad Chughtai	Birmingham South	2A*s and 1 A at A Level
Fowaad Ahmad	Aldershot	2A*s and 2As at A Level
Zain Ahmed Khaloon	Newcastle	3As at A Level and 1 A at A/S Level
Rizwaan Mohammed	Scunthorpe	6A*s at A Level
Mubasil Chaudhry	Carshalton	3A*s at A Level
Temur Ahmad Khan Pasha	Fazl Mosque	4As at A Level
Haaris Osman Mehmood	Walsall	2A*s and 2As at A Level
Adil Sohail Pirzada Khan	Baitul Fautuh	4As at A Level
Naveed Ahmad Mirza	Raynes Park	1A* and 2 As at A Level
Syed Ismail Ahmad	Scunthorpe	3As at A Level and 1 A at A/S Level
Dhanish Amin	Birmingham Central	3As at A Level and 1 A at A/S Level
Mohsin Zafar	Burntwood	2A*s and 2As at A Level
Degree		
Dr Muneeb Dawood	Hartlepool	PhD Communications Engineering, De Montfort University
Shakir Ahmad	South morden	BSc (Hon) 1st Class in Economics , Finance and Banking , Kings College, University of London
Shahzaib Ahmad	Cheam	MBBS with Distinction from Queen Mary University of London
Umair Khan	Cardiff	BSc (Hon) 1st Class, Software Engineering, Cardiff University
Hassan Faraz	Cardiff	BEng (Hons) 1st Class, Electrical and Electronics Engineering, Cardiff University
Ibtehaj Ahmad Nadeem	Worcester Park	BA (Hon) 1st Class Computer Science University of Cambridge
Usman Ahmad Khan	Carshalton	MSc Distinction "Middle East in Global Politics: Islam, conflict and development" Birkbeck University of London, Ranked top in his cohort
Fareed Ahmad	Shirley	BSc (hon) 1st class, Biomedical Sciences, University of Surrey
Dr Latif Ahmed Mubasher	Scunthorpe	Fellow of the Royal College of Surgeons in Trauma & Orthopaedic Surgery by Royal College of Surgeons, England
Muqeet Ahmed Malik	Hounslow South	BSc (hon) 1st Class ,Physics, University College London
Taha Ahmad Malik	Wimbledon	BSc (hon) 1st Class, Mathematics, Imperial College, recipient of the Ken Allen prize for academic achievement
Noman Tayyab	Bradford South	MSc Distinction Information Technology Management University of Bradford, Bradford Top 2 in his Cohort
Moonas Ahmad	Southmead	M.Eng (Hon) 1st Class Electronic Engineering, University of Surrey
Ali Shahaab	Shirley	MSc with distinction in Advanced Computer Sciences, University of St Andrews.
Waqas Ahmad	Wandsworth Town	BSc (Hon) 1st Class, Business Information Technology, Kingston University, Top in his Cohort
Mohammad Ahsan Khan	Sutton	MA in Sustainable Design with Distinction, top two in his cohort from Kingston university
Niall Safir	Surbiton	Bsc (Hon) 1st Class, Medical Science with Management, Imperial College London
Mirza Zafir Mahmood	Roehampton	MEng (Hon) 1st class, Electrical Engineering, University of Surrey
International Candidates		
Name	Jama'at	Qualification
Syed Mansoor Ahmed	Norway	Bachelors in Creative Arts with Distinction, Deakin University, Australia
Umar Malik	Italy	Msc in Finance with Distinction, Bocconi University, Milan
Saad Ahmed Mian	USA	FSc, 3rd Position Government College Lahore
Athar Naveed Malik	USA	PhD in Neurobiology and Doctor of Medicine (MD) Harvard Medical School
Azaz Ahmad Waraich	Finland	Masters in Information Technology (5/5), Specialisation in Signal Processing, Tampere University of Technology
Dr Nauman Iftikhar	Ireland	Fellowship of the College of Anaesthesia Ireland
Danial Ahmed	Ireland	9 As Irish Leaving Certificate
Dr. Amer Saeed Raja	Sweden	MBBS University of Gothenburg
Ghalib Ahmad Adnan	Sweden	Masters in Computer Science and Engineering (86%)
Zaheer Ahmed	Sweden	Masters in Information and Communication Systems Security (97.5%) Royal institute of technology Stockholm.
Nemir Ahmad	Sweden	Upper Secondary School 97%
Tahseen Aslam	Sweden	PhD in Industrial Informatics from University of Skovde Sweden
Dr Hamid Mahmood	Pakistan	BDS 2nd position Khyber University Peshawar
Farhan Saeed	Pakistan	6A*s and 3 As at O Level and distinction in accounting
Muhammad Abdullah	Pakistan	3A*s and 5As at O Level and 2A*s and 1A at A Level
Tayab Raza	Pakistan	M.Sc. Computing, with distinction, London Metropolitan University, top in his cohort
Falahuddin Butt	Pakistan	MBA, 3rd Position in Marketing Shah Abdul Latif University
Nasar Ahmad	Pakistan	BS 3rd Position in Telecommunication Engineering from Comsats
Khalid Ahmad	Pakistan	Pharm-D 1st position Sarhad University Peshawar

Mansoor Ahmad Zia	Pakistan(Now UK)	FA, 3rd Position in Faisalabad
Dr Daud Ahmad	Pakistan	Phd in Agricutural Entomology, Bahulddin Zikra University Multan
Moiz u ddin Ahmed	Pakistan	Bachelor in computer systems engineering, 1st position Usman institute of Technology Karachi
Bilal Malik	France	Master in Engineering Electronics & Embedded systems, Paris

اس کے علاوہ عزیزہ شانزے احمد صاحبہ، پاکستان (اے لیول میں چار اے گریڈ) کی نمائندگی میں ان کے والد محترم منور واہلہ صاحب نے بھی حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک سے میڈل اور سند وصول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اختتامی خطاب فرمایا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ النحل آیت 91 کی تلاوت کی۔ اس کے بعد حضور انور نے فرمایا:

اس آیت کے پہلے حصے میں جو مَیں نے ابھی تلاوت کی ہے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے امن وسکون اور سلامتی کے لئے اور تباہی سے بچنے کے لئے تین بنیادی باتیں فرمائی ہیں۔ یعنی عدل اور احسان اور ایتائے ذی القربیٰ۔ یہی باتیں ہیں جو ماضی میں بھی دنیا کے امن اور دنیا کی سلامتی کے لئے ضمانت تھیں آج بھی یہی باتیں دنیا کے امن اور سلامتی کے لئے ضمانت ہیں اور آئندہ بھی یہی چیزیں ہیں جو دنیا کے امن، سکون اور سلامتی کی ضمانت بنیں گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس آیت کا مضمون میں نے گزشتہ سال بھی جلسہ کی آخری تقریر میں بیان کیا تھا اور عمومی طور پر دنیا داروں کے اس الزام کا ردّ کیا تھا کہ مذہب دنیا کے فتنہ وفساد کی وجہ ہے۔ عام دنیا دار اپنے مفروضے کی توجیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ آج دنیا میں سب سے زیادہ فساد ان ملکوں میں ہے جو دین اور مذہب کے ساتھ منسلک ہیں یا مذہب کے ساتھ منسلک ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اس میں اوّل نمبر پر مسلمان ممالک ہیں۔ گویا مذہب مخالف طاقتوں نے یہ فیصلہ دے دیا کہ اصل میں اسلام ایسا مذہب ہے جو دنیا کے امن کی تباہی کا ذمہ دار ہے۔ اور پھر آجکل نام نہاد اسلامی تنظیمیں غیر مسلم ممالک میں بھی جو دہشتگردی اور شدت پسندی کا مظاہرہ کر رہی ہیں، اسلام کے نام پر جو قتل و غارت گری کر رہی ہیں اس سے مذہب مخالف یا مذہب سے لاتعلق یا اسلام مخالف طبقے کے خیالات کو مزید تقویت مل رہی ہے کہ مذہب ہی دنیا کے فساد کی جڑ ہے اور مذاہب میں اسلام اس فتنہ وفساد میں نعوذ باللہ خدانخواستہ اوّل نمبر پر ہے۔ دوسرے مذاہب میں عیسائیت ہے جس کے ماننے والوں کی تعداد اعداد وشمار کے لحاظ سے تو سب سے زیادہ بتائی جاتی ہے لیکن عملاً عیسائیت سے تعلق رکھنے والے یا منسوب ہونے والے جو ہیں ان کی اکثریت دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں اسّی فیصد کے قریب عیسائیت سے لاتعلق ہے۔ صرف نام کے عیسائی ہیں یا مذہب سے انکاری ہیں۔ تو بہرحال یہ ایک المیہ ہے کہ ان نام نہاد مسلمان گروہوں کے عمل سے اسلام کے خلاف لوگوں کو، اسلام مخالف طاقتوں کو انگلی اٹھانے کا موقع مل رہا ہے۔ لیکن شدت پسند لوگوں کا یہ عمل بہرحال اس بات کا ثبوت نہیں بن جاتا کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کی وجہ سے دنیا کا امن وسکون برباد ہو رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مَیں نے گزشتہ سال بھی یہ بات بیان کی تھی کہ دین اور مذہب میں بگاڑ پیدا کرنے والوں کی وجہ سے فتنہ وفساد پیدا ہوتا ہے اور امن وسکون بھی برباد ہوتا ہے۔ مذہب کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ گویا دوسرے لفظوں میں انسان کے اپنے اختراع کردہ اصولوں اور دین سے دور جانے کی وجہ سے، خودساختہ تفسیروں اور تشریحات، سے فتنہ وفساد پیدا ہوتا ہے اور بظاہر دین اور مذہب فتنہ وفساد کی آماجگاہ بن جاتا ہے اور یہ حالات بعض دفعہ پیدا بھی ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ نہیں بلکہ ہر زمانے میں پیدا ہوتے ہیں تبھی اللہ تعالیٰ انبیاء بھی بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے کے لئے اپنے فرستادے بھیجتا ہے جو دنیا کی اصلاح کرتے ہیں بیشک ہم مسلمان یہ مانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری شرعی نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام کمالات نبوت ختم ہو گئے ہیں اور آپ خاتم النبیین ہیں اور قرآن کریم آخری شرعی کتاب ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری اور اس کی تعلیم اپنے کمال کو پہنچی ہوئی تعلیم ہے اور آئندہ قیامت تک کے مسائل اور معاملات اور علم کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس پاک کلام کو سمجھنے کے لئے اور اس کی تشریح اور تفسیر اور وضاحت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اس شخص کو بھیجا ہے جس نے دین کی تجدید کرنی تھی۔ جس نے قرآن کریم کی تفسیر وتشریح میں غلط باتوں کو شامل ہو جانے کی درستی کرنی تھی۔ قرآن کریم نے ایسے حالات کا جب دنیا میں ہر جگہ فتنہ وفساد پیدا ہو جاتا ہے یوں نقشہ کھینچا ہے۔ فرمایا ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ(الروم:42) خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا۔ یہ فساد کا برپا ہونا اور نمایاں ہونا اور خدا تعالیٰ کو بھلا دینا اور شرک میں مبتلا ہونا ان لوگوں کا بھی مبتلا ہونا جو توحید کا اقرار بھی کرنے والے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو وہ لوگ تھے جو ظاہری مشرک بھی تھے اور وہ زمانہ فساد کے حساب سے عروج پر تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن کریم جیسی کامل اور مکمل کتاب اتاری جس نے اس فساد کو دور کیا۔ مخلوق کو اپنے خالق کے قدموں میں لا کر ڈالا اور وہ لوگ پیدا کئے جنہوں نے امن کے قائم کرنے اور سلامتی پھیلانے اور عدل وانصاف قائم کرنے کے نمونے قائم کئے۔ لیکن پھر اگلی نسلیں دین پر عمل کو بھول گئیں۔ تب جیسا کہ مَیں نے کہا اِس زمانے میں بھی خشکی اور تری کے فساد کو دور کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسلمانوں کے دلوں کو پاک کرنے کے لئے، غیروں کو بھی توحید اور خدا تعالیٰ کے وجود کے راستے دکھانے کے لئے، اللہ تعالیٰ نے مہدی معہود اور مسیح موعود کو بھیجا جنہوں نے فرمایا کہ میں روحانی پانی ہوں جس کو استعمال کرو گے تو روحانیت میں ترقی کرو گے۔ امن اور سلامتی اور روحانی زندگی اب اسلامی تعلیم پر عمل کرنے سے وابستہ ہے۔ اس حقیقی تعلیم پر عمل کرنے سے وابستہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو حقیقی رنگ میں سمجھایا اور انہوں نے ہمیں آ کر بتایا۔ اس حقیقی اسلامی تعلیم پر عمل کرنے کی ضرورت ہے جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے جو ہر زمانے کے لئے زندہ تعلیم ہے جس کی خوبصورتی اور نکھار کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے علم اور رہنمائی پا کر بیان کر رہا ہوں۔ پس ہم احمدی تو وہ ہیں جنہوں نے اس آواز کو سنا اور آپ کے علم کلام اور علم قرآن سے قرآن کریم جیسی عظیم کتاب کو سمجھا جو انسانیت کی روحانی اور جسمانی بقا اور امن وسلامتی اور محبت و بھائی چارے اور عدل وانصاف کی ضامن ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جیسا کہ میں نے کہا گزشتہ سال میں نے عدل واحسان اور ایتائے ذی القربیٰ کے مضمون کو عمومی طور پر بیان کیا تھا اور چند باتیں اسلامی تعلیم کی اس ضمن میں بتائی تھیں۔ آج میں اسلامی تعلیم کے بارے میں کچھ اور باتیں بیان کروں گا کہ اسلام ہر طبقے اور ہر سطح پر امن وسلامتی، عدل اور انصاف اور محبت اور پیار اور حقوق کی ادائیگی کو کس طرح دیکھتا ہے اور کیا حکم ان کے قائم کرنے کے لئے دیتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق عدل اس وقت قائم ہوتا ہے جب کامل انصاف ہو اور پھر امن وسلامتی اور معاشرے کے حقوق صرف عدل سے ہی قائم نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ احسان کا سلوک بھی کرو۔ انصاف سے بڑھ کر حسن سلوک کرو اور پھر حسن سلوک اور احسان کو صرف عارضی طور پر ہی قائم نہ کرو بلکہ ایتائے ذی القربیٰ کے معیار قائم کرو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قرآن کریم سے پتا چلتا ہے کہ انسان پر خدا تعالیٰ کی ذات کے بعد سب سے زیادہ حق اس کے والدین کا ہے جو اس کی پرورش میں حصہ لیتے ہیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے والدین سے عدل واحسان کے متعلق اسلامی تعلیمات کا تذکرہ فرمایا اور اس حوالہ سے اہم نصائح فرمائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے صرف اولاد کو ہی پابند نہیں کیا بلکہ باوجود ماں باپ کے اپنے بچوں کے لئے بیشمار حسن سلوک کے ماں باپ کو بھی پابند کیا ہے کہ ان پر بھی کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جن کی ادائیگی انہیں عدل وانصاف اور احسان کرنے والا بناتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے قانون میں دخل اندازی اور اپنی لاعلمی اور رزق کے خوف سے اولاد کا قتل

معاشرتی اور قومی تباہی کا باعث بنتا ہے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے میاں بیوی کے تعلقات میں اور یتامیٰ اور مساکین کے ساتھ بھی عدل واحسان سے کام لینے کی اسلامی تعلیمات کا تذکرہ فرمایا:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر حقیقی عدل دنیا میں قائم کرنا ہے تو نسل پرستی کی ہر صورت کو ختم کرنا ہوگا۔ بیشک قومیں اور قبائل تو پہچان کے لئے ہیں اور رہیں گی لیکن اس بنیاد پر کسی کو کسی پر برتری حاصل نہیں ہوسکتی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسلام نسلی امتیاز کی نفی اور خاتمے کا سب سے بڑا علمبردار ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف جھک کر اور اس کی بات مان کر ہی دنیا میں عدل وانصاف قائم کیا جا سکتا ہے۔ مسلمان بھی اگر خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم پر چلیں گے تو انصاف اور امن قائم کر سکیں گے ورنہ اگر اس پر عمل نہیں کرتے اور ظلم وتعدی کے بازار گرم کرتے ہیں تو ان سے زیادہ گناہگار اور اپنے جرموں کی سزا بھگتنے والے اَور کوئی نہیں ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلتے ہوئے فتنہ اور فساد کو روکنے کے لئے عدل سے بڑھ کر احسان کرنا ہوگا اور غیر مسلموں کو، مقتدر لوگوں کو، حکومتوں کو کم ازکم عدل کے معیار قائم کرنے ہوں گے تب دنیا سے فساد مٹ سکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قوموں سے قوموں کے معاملات میں عدل سے کام لینے کی اسلامی تعلیم پر عمل کے ذریعہ ہی عالمی امن قائم ہوسکتا ہے۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس یہ ہے قرآن کریم کی تعلیم۔ یہ ہے اسلام کی تعلیم۔ جو مسلمان ہو کر اس پر عمل نہیں کرتا یہ اس کا قصور ہے، نہ کہ تعلیم کا۔ یہ بات بہرحال یقینی ہے کہ جب بھی دنیا میں امن قائم ہوگا اس تعلیم پر عمل کرنے والوں کے ذریعہ سے ہی ہوگا۔ دنیا داروں کی کوئی کوشش اور کوئی نظام دائمی اور انصاف کے معیاروں کو چھونے والا عدل قائم نہیں کر سکتا۔ ہمارے جو وسائل اور طاقت ہے اس کو استعمال کرتے ہوئے ہم نے دنیا کو بتانا ہے کہ کس طرح اسلام کی صحیح تعلیم کا عمل ہے جس سے تم بھی فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کی توفیق عطا فرمائے اور دنیا کو عقل بھی عطا کرے۔

اللہ کرے کہ اب جلسے کے بعد آپ لوگ خیریت سے بحفاظت اپنے اپنے گھروں کو جائیں اور وہاں بھی ہمیشہ خیریت سے رہیں۔ ہر شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ آپ سب کو محفوظ رکھے اور یہاں سے جو باتیں آپ نے سیکھی ہیں ہمیشہ ان پر عمل کرنے والے بھی ہوں ان کو زندگیوں کا حصہ بنانے والے ہوں۔ اور ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ آمین۔ اب دعا کر لیں۔

....

دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اعلان فرمایا کہ ٹوٹل حاضری گزشتہ سال کے حساب سے اگر دیکھی جائے تو کُل حاضری 38 ہزار 300 ہے۔ گزشتہ سال 35 ہزار تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تین ہزار حاضری زیادہ ہے۔ اور پہلے دن یہ خوشکن بات ہے کہ عمومًا آخری دن حاضری زیادہ ہوتی تھی اور لوگ آخری دن آیا کرتے تھے، اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے دن سے ہی لوگوں نے توجہ سے آنا شروع کیا ہے۔ آئندہ بھی اس چیز کو جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔

....

[بعد ازاں جماعت احمدیہ یوکے کے زیر انتظام مختلف گروپس نے دینی نغمات اور ترانے پیش کئے۔]

اس کے بعد حضور انور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر جلسہ گاہ سے تشریف لے گئے اور احباب کرام کچھ دیر تک پر جوش اسلامی نعروں کے ساتھ اپنے جوش وخروش اور امامِ وقت سے اپنی والہانہ محبت اور عقیدت کا اظہار کرتے رہے۔

اس طرح جلسہ سالانہ برطانیہ کی کارروائی انتہائی خیر و برکت کے ساتھ شام 7 بجکر 08 منٹ پر اختتام پذیر ہوئی۔

....

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

شہادت حضرت امام حسینؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 3؍دسمبر 2016ء میں حضرت امام حسینؓ کی دردناک شہادت سے متعلق مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

بغداد سے قریباً سو کلومیٹر دُور، دریائے فرات کے کنارے، کربلا ایک چٹیل و بے آباد ویرانہ کے سوا کچھ بھی نہ تھی۔ مگر آج لاکھوں کی آبادی پر مشتمل یہاں ایک مرجع خلائق شہر آباد ہے۔ سرسبز و شاداب، حسین عمارات، کھُلے بازار، پلاسٹک و پیتل کی انڈسٹریاں، عبائیں، قالین اور کڑھائی کے کام، سو سے زائد مساجد، درجنوں کالجز، سکول، مدارس اور یونیورسٹی۔ اسلامی دنیا میں مکہ و مدینہ کے بعد مشہورترین مقامات میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ شہرت کا اصل سبب حضرت امام حسینؓ اور حضرت عباسؓ کے مزار ہیں جن کے طلائی گنبد اور بلند میناروں سے شہر کی عظمت دوبالا ہورہی ہے۔ دنیا بھر سے قریباً 20 لاکھ افراد ہرسال زیارت کے لئے یہاں آتے ہیں۔

کربلا کی وجہِ شہرت تاریخ اسلامی پر لگا ایک بدترین سیاہ داغ ہے۔ ایک انتہائی پاکیزہ، گہوارۂ امن و سکون اسلامی انقلاب آنحضرت ﷺ کے مبارک وجود کے ساتھ برپا ہوا پھر وصال مبارک کے بعد آہستہ آہستہ مخالفین اسلام کے بھڑکانے سے چند دبی چنگاریاں پھیلنے لگیں اور اپنے عروج کو پہنچ کر بھڑک اٹھیں تو کربلا کہلائیں۔

عبدمناف کے ایک بیٹے ہاشم تھے جن کے فرزند حضرت عبدالمطلب کے گیارہ بیٹے تھے: ابولہب۔ ضرار۔ عباس۔ زبیر۔ عبداللہ۔ حارث۔ جمل۔ ابوطالب۔ مقوم۔ قثم۔ غیداق۔ ان کی آگے کثرت سے نسل پھیلی۔ حضرت عبداللہ کے فرزند حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تھے جبکہ حضرت ابوطالبؓ کی اولاد سے حضرت علیؓ اور حضرت عقیلؓ وغیرہم تھے۔

جبکہ عبدمناف کے ایک دوسرے بیٹے عبدالشمس کے فرزند امیّہ کی اولاد میں سے ابوسفیان تھے۔ پھر ابوسفیان کی اولاد سے معاویہ اور زیاد تھے۔ معاویہ کے ہاں یزید اور زیاد کے ہاں عبیداللہ (ابن زیاد) پیدا ہوئے۔

معاویہ کا عہدِ امارت 41 تا 60 ہجری تک قائم رہا۔ وہ اپنے بعد کے لئے فکرمند تھے۔ حاکم کوفہ مغیرہ بن شعبہ نے 50ھ میں اُن کو مشورہ دیا کہ اپنے بعد اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد نامزد کردیں اور اُس کے حق میں تمام صوبوں سے عہد وفاداری کا اہتمام فرمائیں۔ یہ تجویز معاویہ کو پسند آئی اور انہوں نے چند عملی قدم اٹھائے: اوّل: اپنی فہم و دانش اور تجربہ کے مطابق یزید کی تربیت شروع کردی۔ دوم: تمام صوبوں میں عہد اطاعت کے لئے فضا ہموار کرنے کے پیغامات بھیجے۔ سوم: دمشق میں ایک خاص مشاورتی میٹنگ بلائی جس میں ہرصوبہ کا وفد مدعو تھا۔ اس میٹنگ میں جب معاویہ نے اعتماد میں لینے کے لئے بات شروع کی تو مدینہ سے آئے ہوئے نمائندہ محمد بن عمرو بن حزم نے کہا کہ: اپنے فیصلہ کے متعلق قیامت کے روز آپ ہی جوابدہ ہوں گے، ہم تو اس فیصلہ کے بہرحال پابند ہوں گے۔ ایک معتمد بزرگ ضحاک بن قیس نے بڑے جوش وخروش سے تجویز کی حمایت کی۔ مصر سے آئے نمائندے احنف بن قیس خاموش تھے۔ پوچھنے پر کہنے لگے کہ: جھوٹ بولوں تو خدا سے ڈرتا ہوں، سچ بولوں تو آپ سے ڈرتا ہوں۔

اس میٹنگ کے بعد اگرچہ مجموعی طور پر فضا ہموار ہوگئی لیکن صوبہ حجاز (یعنی مکہ و مدینہ) کی طرف سے امیر معاویہ مطمئن نہ تھے اس لئے اگلے سال 51ھ میں حج پر جانے سے پہلے مدینہ تشریف لے گئے جہاں کے پانچ بڑوں سے آپ پہلے ہی رابطہ کر چکے تھے۔ لیکن معاویہ کے مدینہ پہنچنے سے پہلے وہ سب مکّہ چلے گئے۔ اس پر امیر معاویہ نے مکّہ پہنچ کر اُن بڑوں کو مدعو کیا اور اعتماد میں لینا چاہا تو عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ جس پر باقی سارے متفق ہوجائیں گے مَیں بھی تسلیم کرلوں گا۔ تاہم عبداللہؓ بن عباس۔ عبداللہؓ بن زبیر۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اور حضرت امام حسینؓ سمیت سب نے عبداللہؓ بن زبیر کو اپنا نمائندہ بنالیا۔ اس پر انہوں نے معاویہ سے فرمایا کہ تین باتوں میں سے جو چاہیں اختیار کرلیں: i: آنحضرت ﷺ کے نمونہ پر اس معاملہ کو آزاد چھوڑ دیں۔ ii: حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نمونہ پر کسی غیررشتہ دار موزوں مومن کو نامزد کردیں۔ iii: حضرت عمرؓ کے نمونہ پر غیرجانبدار اراکین کی ایک کمیٹی بنادیں۔

ان مذاکرات کے بعد معاویہ نے سیاسی چال کے طور پر یہ بات پھیلا دی کہ گویا سب مان گئے ہیں۔ البتہ یزید کو کچھ خاص نصائح بطور وصیت کیں کہ:

i: عبداللہؓ بن عمر کی طرف سے مطمئن رہنا۔ وہ عبادت گزار انسان ہیں، عبادت میں مگن رہتے ہیں ان سے کوئی خطرہ نہیں۔ ii: عبداللہؓ بن زبیر لومڑ کی طرح ہے یہ ہتھے چڑھ جائے تو اسے قتل کرادینا۔ iii: حسینؓ ابن علیؓ پر غالب آؤ تو اُنہیں قتل نہ کرنا اور قرابت داری کا خیال کرنا۔

معاویہ کی وفات پر یزید نے حسب وصیت و نامزدگی اقتدار سنبھالا تو عہد اطاعت و وفاداری کا فرمان جاری کردیا۔ اہل شام نے فوراً بیعت کرلی۔ عامل مدینہ ولید بن عتبہ کو پیغام ملا کہ مدینہ کے اکابرین سے بیعت لیں۔ انہوں نے اپنے مشیر مروان بن الحکم کے مشورہ سے حضرت امام حسینؓ کو بلایا۔ آپؓ نے فرمایا کہ میرا اس طرح الگ تھلگ آکر بیعت کرنا مناسب نہیں، بیعت کروں گا تو سرِعام کھُل کر کروں گا اس لئے کل تک مہلت چاہئے۔ مہلت دیدی گئی۔ مروان نے کہا یہ سخت غلطی ہے اب مہلت دی ہے تو کبھی قابو نہیں پاسکوگے۔ جب عبداللہؓ بن زبیر کو بلایا گیا تو انہوں نے رات تک کی مہلت لی لیکن اس سے پہلے ہی مدینہ سے روانہ ہوگئے۔ صبح ولید اور مروان نے تعاقب کیا مگر ناکامی ہوئی۔ امام حسینؓ بھی اگلے روز اپنے اہل خانہ کے کُل 21؍افراد لے کر مکّہ روانہ ہوگئے۔ حضرت عبداللہؓ بن زبیر نے اپنا قیام بیت اللہ میں کرلیا اور امام حسینؓ شعب ابی طالب چلے گئے۔ دونوں مکّہ میں اکٹھے پہنچے۔ چند دن بعد عبداللہؓ بن عمر اور عبداللہؓ بن عباس بھی مکّہ آگئے۔ جب اہل کوفہ کو حالات کا علم ہوا تو وہ امام حسینؓ کو ہزاروں خطوط لکھ کر پُرزور استدعا کرنے لگے کہ آپ کوفہ تشریف لے آئیں ہم سب آپ کے وفادار و جاں نثار موجود و منتظر ہیں۔

کوفہ معروف طور پر حضرت علیؓ کا عقیدت مند اور حامی تھا۔ یہاں کے عامل نعمان بن بشیر بڑے متحمل مزاج تھے۔ کوفہ میں بھی بڑی بلند قامت شخصیات مقیم تھیں۔ یزید کی تخت نشینی کے ساتھ جب خبر پہنچی کہ امام حسینؓ مدینہ سے مکّہ تشریف لے گئے ہیں تو معروف بااثر لیڈر سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان پر بڑے لوگ جمع ہوئے اور یہ قرارداد پاس کرکے حضرت امام حسینؓ کی خدمت میں مکّہ بھجوائی گئی کہ ہم اہلِ کوفہ آپ کے والد ماجد کے وفادار و جانثار آپ کو پوری حمایت کا یقین دلاتے ہیں، یہاں تشریف لائیے لاکھوں جاں نثار بیعت کریں گے۔ ہم فقط آپ کو عالم اسلام کا واحد خلیفہ دیکھنا چاہتے ہیں وغیرہ۔ یہ مکتوب لے کر قیس اور عبدالرحمٰن مکہ روانہ ہوگئے۔

جب بات عام ہوگئی تو اہل کوفہ نے دھڑا دھڑ خطوط لکھنے شروع کئے۔ ایسے خطوط مجموعی طور پر بارہ ہزار سے بھی زائد ہوگئے جن کا مضمون یہی تھا کہ کوفہ کی زمین سرسبز ہے۔ پھل پک چکے ہیں، لشکر تیار ہے، جلد تشریف لائیے۔

دوسری طرف نعمان بن بشیر پر یزید کا دباؤ بڑھ رہا تھا کہ قدم اٹھاؤ۔ حضرت امام حسینؓ نے اپنے چچازاد مسلم بن عقیل کو کوفہ پہنچنے کا ارشاد فرمایا۔ وہ مدینہ گئے اور دو گائیڈ لے کر روانہ ہوئے۔ مگر گائیڈ رستہ میں ہی فوت ہوگئے تو انہوں نے ہچکچاہٹ کا خط لکھا مگر امام کی طرف سے تاکید آنے پر سفر جاری رکھا اور کوفہ میں معروف بااثر لیڈر مختار بن ابوعبیدہ ثقفی کے ہاں اترے۔ مُسلم کا بڑا پُرتپاک استقبال ہوا اور پہلے ہی دن ہزارہا افراد نے بیعت کرلی جس پر انہوں نے امام حسینؓ کی خدمت میں یہ خط لکھتے ہوئے کوفہ آنے کی درخواست کی کہ ایک لاکھ تلوار آپ کی نصرت کے لئے تیار ہے۔

مسلم بن عقیل کے کوفہ میں استقبال پر جاسوسوں نے یزید کو رپورٹس بھجیں کہ فوری نہ سنبھالا گیا تو صوبہ ہاتھ سے نکل جائے گا۔ یزید نے اپنے والد معاویہ کے معتمد مشیر سرجون سے مشورہ چاہا۔ اُس نے کہا کہ کوفہ کو سنبھالنے کے لئے موزوں ترین آدمی عبیداللہ بن زیاد ہے جس کے والد زیاد بن ابی سفیان کوفہ و بصرہ کے عامل رہے ہیں اور ابن زیاد خود آج کل بصرہ کا عامل ہے۔ یزید ذاتی طور پر زیاد اور اُن کے بیٹے عبیداللہ کو پسند نہیں کرتا تھا مگر مجبوراً ابن زیاد کے نام فرمان جاری کیا کہ بصرہ میں کسی کو نائب مقرر کرکے خود کوفہ پہنچو اور صورتحال کو سنبھالو۔ اس غیریقینی صورتحال میں مکّہ میں موجود تمام عمائدین حضرت امام حسینؓ کو کوفہ جانے سے روک رہے تھے جن میں حضرت عبداللہؓ بن عباس اور عبداللہؓ بن زبیر بھی شامل تھے۔

عبیداللہ بن زیاد نے اپنے بھائی عثمان کو بصرہ میں نائب بنایا کہ اطلاع ملی کہ ایک قاصد امام حسینؓ کے خطوط بااثر شخصیات کے نام لایا ہے کہ بصرہ سے کوفہ پہنچ کر امام حسینؓ کی بیعت اور حمایت کرو۔ ابن زیاد کے خسر منذر بن جارود کی مخبری پر یہ قاصد پکڑا گیا اور ابن زیاد نے مجمع میں تقریر کی کہ یہ قاصد پکڑا گیا ہے اور اس نے وہ نام بتادیئے ہیں جن کے نام خطوط آئے ہیں۔ فی الحال مَیں ان سب کو معاف کرتا ہوں اور تنبیہ کرتا ہوں کہ یزید کی اطاعت سے مت نکلیں ورنہ وہ حال ہوگا جو ابھی اس قاصد کا تمہارے سامنے ہوگا۔ پھر اُس قاصد کو بے دردی سے قتل کروادیا۔ اور خود کوفہ کے لئے روانہ ہوگیا۔

کوفہ میں فضا پوری طرح امام حسینؓ کے لئے چشم براہ تھی۔ عاملِ کوفہ نعمان بن بشیر گویا گورنر ہاؤس میں محصور تھے۔ ابن زیاد نے اپنا لشکر کوفہ سے باہر روک دیا اور خود حجازی لباس پہن کر شہر میں داخل ہوا۔ لوگ اُسے امام حسین خیال کرکے پُرجوش استقبال کرنے لگے۔ وہ سیدھا گورنر ہاؤس پہنچا جہاں بیرونی گیٹ بند کرکے نعمان بن بشیر اپنے مصاحبین کے ساتھ چھت پر موجود تھے۔ وہ اوپر سے ہی مخاطب ہوئے کہ ’’اے ابن رسول اللہ! آپ بہت مقبول، بزرگ اور خدارسیدہ انسان ہیں۔ خدارا ایک قائم ہوجانے والی حکومت کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائیں اور واپس چلے جائیں‘‘۔ ابن زیاد معاملہ سمجھ گیا اور حجازی عمامہ اتار کر بولا کہ مَیں ابن زیاد ہوں۔ اور پھر کوفہ کا چارج سنبھال لیا۔

ابن زیاد نے جلد ہی بڑی حکمت سے معلوم کرلیا کہ مسلم بن عقیل کا پتہ چلالیا کہ کہاں ہیں۔ وہ ابن زیاد کی آمد پر ہانی بن عروہ کے گھر میں منتقل ہوگئے تھے۔ ابن زیاد نے اپنے ایک معتمد معقل تمیمی کو تین ہزار درہم کی تھیلی دے کر بھیجا کہ ہانی سے کہو کہ مَیں بصرہ سے آیا ہوں اور یہ ہدیہ ہتھیاروں کی خرید کے لئے لایا ہوں اور ایک اطلاع حضرت مسلم تک پہنچانا چاہتا ہوں کیونکہ اُنہی کے پاس پہنچنے کی ہمیں امام حسینؓ کی طرف سے تاکید ہوئی ہے۔ ہانی اس کی چال میں آگئے اور حضرت مسلم سے ملادیا۔ ازاں بعد ابن زیاد کے حکم پر ہانی کو گرفتار کرلیا گیا۔ باہر شور مچ گیا کہ ہانی قتل کردیئے گئے ہیں۔ یہ سن کر حضرت مسلم کی اپیل پر ابن زیاد سے لڑنے کے لئے چار ہزار کا لشکر جمع ہوکر گورنر ہاؤس کی جانب بڑھا تو ابن زیاد نے چند افراد کے ذریعے لشکر میں پھوٹ ڈلوادی۔ لشکر تتر بتر ہوگیا اور جو چند باقی رہے وہ بھی مغرب کے وقت اِدھر اُدھر ہوگئے۔ مسلم تنہا ایک گلی میں چلے اور کندہ قبیلہ کی بوڑھی خاتون طوعہ نے دیکھا تو پانی پلاکر گھر میں پناہ دی۔ اس بڑھیا کا بیٹا بلال گھر آیا تو دیکھ کر پریشان ہوگیا کیونکہ باہر تو منادی ہورہی تھی اور مسلم کو پکڑنے کے لئے گھر گھر تلاشی ہورہی تھی۔ بلال کی مخبری پر حضرت مسلم کو گرفتار کرکے ابن زیاد کے سامنے پیش کردیا گیا۔ ابن زیاد کے ساتھ کافی گفتگو کے بعد اُن پر واضح ہوگیا کہ قتل کردیئے جائیں گے اس لئے وصیت کی جس کا اہم حصہ یہی تھا کہ امام حسینؓ مکّہ ہی میں رُک جائیں اور کوفہ نہ آئیں کیونکہ اہل کوفہ نے بے وفائی کی ہے۔

جس دن مسلم اور ہانی شہید کئے گئے اُسی دن (یعنی 3 ذی الحجہ) کو مکّہ سے امام حسینؓ کوفہ کیلئے روانہ ہوئے۔ مکّہ سے کربلا تک قریباً 900 کلومیٹر کا سفر ایک مہینہ میں مکمل کیا اور 14 مقامات پر پڑاؤ یا قیلولہ کیا۔

راستہ میں تنعیم کے مقام پر آپؓ کو یمن کے عامل کی طرف سے تحائف لے جانے والا قافلہ ملا۔ امام حسینؓ کی رائے تھی کہ تحائف پر امام زمان کا حق ہے اور وہ یزید نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ قافلہ پر تصرّف ہوا اور اس قافلہ کے اونٹ وغیرہ قافلۂ حسینی کا حصہ بنے۔ اسی جگہ امام حسینؓ کے چچازاد عبداللہ بن جعفر کا خط لے کر ان کے بیٹے عون اور محمد پہنچے۔ خط میں لکھا تھا کہ سفر کی جلدی نہ کریں، مَیں بھی آرہا ہوں۔

عبداللہ بن جعفر کے کہنے پر حاکمِ مدینہ عمرو بن سعید نے خط لکھ دیا تھا کہ امام حسینؓ مدینہ تشریف لے آئیں۔ عمرو کے بھائی یحییٰ یہ خط لے کر عبداللہ کے ہمراہ پہنچے اور بہت روکا کہ کوفہ کی بجائے مدینہ کو چلیں مگر حضرت امام حسینؓ نے اپنا ارادہ ترک نہیں فرمایا۔ تب عبداللہ بن جعفر بادیدۂ اشکبار واپس مدینہ جاتے ہوئے اپنے بیٹوں کو حضرت امام حسینؓ کا پورا ساتھ دینے کی تاکید کرگئے۔

ثعلبیہ کے مقام پر کوفہ کے بشیر بن غالب ملے اور بتایا کہ لوگوں کے دل امام کے ساتھ ہیں مگر تلواریں بنی امیہ کی طرف ہیں۔ اس سے پہلے معروف شاعر فرزدق بھی یہی بات کہہ چکے تھے اور مشورہ دیا تھا کہ آگے نہ جائیں۔

چشمۂ غدیب کے مقام پر حضرت امام حسینؓ نے قیلولہ فرمایا اور خواب میں آئندہ دنوں میں جو مقدّر تھا، وہ دیکھا۔

ہیمیہ پہنچے تو کسی نے مدینہ سے چلے آنے کا سبب پوچھا تو آپؓ نے فرمایا: مال و عزت کے بعد اب بنوامیہ مجھے قتل کرنے کے درپے ہوئے تو مَیں نے مدینہ چھوڑ دیا۔

اس دوران حاکمِ مدینہ ولید کو امام حسینؓ کے ارادے کا علم ہوا تو انہوں نے ابن زیاد کو لکھا کہ ان سے متصادم نہ ہونا۔ مگر اس پر ولید کی بات کا کوئی اثر نہ ہوا۔

بطن رمہ کے مقام سے حضرت امام حسینؓ نے عبداللہ بن یقطر کو اہل کوفہ کے نام خط دے کر بھیجا کہ مَیں کوفہ آرہا

ہوں وغیرہ۔ عبداللہ بن یقطر پکڑے گئے تو انہوں نے خط تلف کردیا۔ تاہم ابن زیاد نے اُن کا سر قلم کرادیا۔ یہی حال ایک اور قاصد قیس بن مسہر کا ہوا۔ اس پر ابن زیاد نے قادسیہ سے حصین بن نمیر کی کمان میں ایک بڑا لشکر بھیج دیا جو قادسیہ سے قطقطانیہ تک پھیلا ہوا تھا۔

حاجز میں ایک چشمۂ آب پر پہنچے۔ وہاں عبداللہ بن مطیع ملا اور امام حسینؓ کو خدا کی قسم دی کہ کوفہ ہرگز نہ جائیں مگر امام کے قدم نہیں رکے۔ اسی مقام پر ابن زیاد کی طرف سے بصرہ و شام کے راستے بند کرانے کا علم ہوا۔

ایک قافلہ زہیر بن قین بجلی کی قیادت میں متوازی سفر کر رہا تھا۔ حضرت امام حسینؓ نے اس کو بلایا تو لبیک کہہ کے ہمراہ ہوا اور بیوی کو وداع کردیا۔

خزیمہ میں رات گزاری۔ یہاں کوفہ سے آنے والے عبداللہ بن سلیمان اور منذر بن شمعل نے بتایا کہ مسلمؓ اور ہانی شہید کردیئے گئے ہیں۔ انہوں نے تاکید کی کہ آپؓ آگے نہ جائیں بہت خطرناک صورتحال ہے۔ اسی جگہ قاصد عبداللہ بن یقطر کی شہادت کی اطلاع بھی ملی تو آپؓ آبدیدہ ہوگئے اور بادیدۂ تر ہاتھ اٹھا کر دردناک دعا کی۔

بطنِ عقبہ میں بنی عکرمہ کے ایک بزرگ ملے اور آپؓ کو قسم دے کر واپس چلے جانے کی درخواست کی۔

اشراف میں رات گزاری اور صبح حکم دیا کہ پانی بھر کے ہمراہ لے لو۔ پھر چل پڑے۔ دوپہر کے وقت سامنے دُور لشکر پر نظر پڑی اور خطرہ بھانپ کر رُخ ایک پہاڑ کی طرف کرلیا کہ تصادم کی صورت میں پہاڑ پشت پر ہو۔ کچھ دیر بعد حُر بن یزید رباحی ایک ہزار سواروں کے ساتھ عین شدّتِ گرما میں قافلۂ حسینی کے قریب صف آراء ہوا۔ امام حسینؓ نے اُن میں آثارِ تشنگی دیکھ کر ان کے لوگوں اور جانوروں کو پانی پلانے کا حکم دیا۔

حُر بن یزید کا قافلہ دراصل اُس بڑے لشکر کا حصہ تھا جو ابن زیاد نے حصین بن نمیر کی قیادت میں بھیجا تھا۔ حُر نے اپنے دستے سمیت نمازِ ظہر اور پھر نمازِ عصر امام حسینؓ کی اقتداء میں ادا کیں۔ امام حسینؓ نے بتایا کہ مَیں اہل کوفہ کے بااصرار بلاوے پر آیا ہوں اور عصر کے بعد خطاب میں فرمایا: ’’اے لوگو! اگر تمہاری رائے پھر گئی ہے تو مَیں بھی واپس جاتا ہوں۔‘‘ مگر حُر نے کہا کہ مجھے حکم ہے کہ آپ کو واپس نہ جانے دوں۔ آپ کی تعظیم کرتا ہوں مگر کوفہ چلیں یا کسی اَور راستہ سے مدینہ چلے جائیں۔ چنانچہ امام حسینؓ متوازی چلتے ہوئے قصر بنی مقاتل پہنچے۔

قطقطانیہ میں ایک خیمہ نظر پڑا جس میں سے نکل کر عبداللہ بن حُر آیا تو امام حسینؓ نے اپنی حمایت کرنے کا کہا۔ اُس نے گھوڑا پیش کیا جو امام نے قبول نہیں کیا کیونکہ جو خود حمایت میں نہیں آتا اس کی طرف سے کوئی ہدیہ بھی کیوں قبول کیا جائے۔ قطقطانیہ میں کئی کشفی نظارے بھی دیکھے کہ شہید کردیئے جائیں گے اور شہادت کے بعد امّت اور بنوہاشم پر ہمیشہ کے لئے کٹھن وقت شروع ہوجائے گا۔

کربلا میں (2 محرّم الحرام 61ھ) صبح تیار ہوکر دوسری طرف جانا چاہا مگر حُر مانع ہوا۔ یہیں ابن زیاد کا قاصد آیا اور حُر کو ایک خط دیا جس میں لکھا تھا کہ جہاں یہ خط اُسے ملے وہیں امام حسین کو روک دو اور ان کو ایسے بیابان میں اتارو جہاں پانی اور آبادی نہ ہو۔ حُر نے یہ خط بآواز بلند سنادیا۔ اس پر زہیر نے حضرت امام حسینؓ کو جنگ کا مشورہ دیا مگر امام حسینؓ نے فرمایا کہ جنگ میں پہل نہیں کرسکتا۔

حُر نے ابن زیاد کو صورتحال کی رپورٹ بھیجی تو ابن زیاد نے امام حسینؓ کے نام یہ خط بھیجا کہ: ’’یزید بن معاویہ نے مجھے خط لکھا ہے کہ آپ کو مہلت نہ دوں۔ یا آپ سے بیعت لوں یا انکار کی صورت میں یزید کے پاس بھیج دوں‘‘۔ قاصد نے اس خط کا جواب چاہا تو آپؓ نے فرمایا کہ اس کا جواب میرے پاس نہیں ہے، بس اتنا یاد رکھو کہ اُس پر عذاب اترا ہے۔ اس کے بعد حضرت امام حسینؓ نے اپنے اصحاب کو خطاب کیا اور خدا کی خاطر شہادت کی عظمت بتا کر صورتحال واضح کردی۔ اس پر زہیر پھر ہلال بن نافع بجلی پھر بریر بن خضیر نے لبیک کہا اور پوری جاں نثاری کا یقین دلایا۔ امام نے تمام اصحاب اور بچوں پر نظر ڈال کر دعا دی۔

ابن زیاد کو امام حسینؓ کا جواب ملا تو وہ آگ بگولا ہوگیا اور 3/محرّم کو عمر بن سعد کو پیغامِ جنگ بھیج دیا جو چار ہزار نفری کے ساتھ پہلے ہی کربلا کے نزدیک پہنچا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ کربلا پہنچا اور امام حسینؓ سے رابطہ کرنے کے لئے عروہ بن قیس احمسی سے کہا مگر اُس نے معذرت کرلی کیونکہ وہ خود خطوط لکھ کر امام حسینؓ کو کوفہ بلانے والوں میں شامل تھا۔ اسی طرح کئی اَور نے بھی انکار کیا۔ آخر نہایت بیباک اور بے حیا شخص کثیر بن عبداللہ نے خود کو اس کام کے لئے پیش کیا اور کہا کہ حکم ہو تو سر کاٹ کے لے آؤں۔ ابن سعد نے کہا: نہیں صرف یہ پوچھ کے آؤ کہ یہاں آپ کیوں آئے ہیں؟ کثیر نے امام حسینؓ کو ملنا چاہا تو آپؓ کے رفقاء نے کہا کہ ہتھیار رکھ کے آؤ۔ مگر وہ اس پر راضی نہ ہوا۔ تب قرہ بن قیس کو بھیجا گیا تو امام حسینؓ نے اُس سے فرمایا: تم لوگوں نے بے شمار خطوط لکھ کر بلایا۔ اگر میرا آنا اب منظور نہیں ہے تو مجھے واپس جانے دو۔

ابن سعد نے یہ رپورٹ ابن زیاد کو بھیج دی کہ امام حسینؓ واپس جانے کو تیار ہیں۔ ابن زیاد رپورٹ پڑھ کر مطمئن ہوا۔ لیکن (حضرت علیؓ کے برادر نسبتی) شمر ذی الجوشن نے ابن زیاد کو اکسایا کہ واپس مت جانے دو۔ یہی تو موقع ہے اسے قابو کرلینے کا۔ چنانچہ 4 محرم کو ابن زیاد نے عمر بن سعد کو خط لکھوایا کہ امام حسینؓ اور ان کے تمام اصحاب بیعت کریں۔ اس کے بعد دیکھا جائے گا کہ کیا مناسب ہے۔

دوسری طرف ابن زیاد نے مسجد میں خطابِ عام کیا اور انعام و اکرام کا لالچ دے کر لوگوں کو قتلِ حسین پر اُکسایا جس پر مختلف لشکر تیار ہوتے رہے جن میں شمر ذی الجوشن، حصین بن نمیر اور شیث بن ربعی کے لشکروں کے چار چار ہزار، یزید بن رکاب کے دو ہزار اور محمد بن اشعث بن قیس کے لشکر میں ایک ہزار افراد شامل تھے۔

5 محرم کو ابن زیادہ تیار ہونے والے لشکروں کو کربلا بھیجتا رہا۔ 6 محرم کو مختلف لشکر کربلا پہنچ گئے تو حبیب بن مظاہر نے حضرت امام حسینؓ کی اجازت سے قریب ہی آباد قبیلہ بنی اسد کو مائل بہ نصرت کرنے کی کوشش کی تو 90 افراد تیار ہوئے۔ لیکن جاسوس کی مخبری پر عمر بن سعد نے ارزق شامی کی کمان میں 400 نفری بھیج کر اُنہیں مغلوب کرلیا۔ تاہم حبیب بن مظاہر بچ کر واپس پہنچ گئے اور سب حال حضرت امام حسینؓ کو کہہ سنایا۔

اُسی روز عمرو بن حجاج کی کمان میں 500 آدمی دریائے فرات پر تعینات کردیئے گئے تاکہ امام حسینؓ کو پانی سے روکیں۔ اس پر امام حسینؓ نے ایک بیلچہ لیا اور خیمہ کی پشت پر نو قدم سمت قبلہ چل کر وہ بیلچہ زمین پر مارا تو وہاں سے چشمہ آبِ شیریں ظاہر ہوا۔

7/محرم کو خیمہ کے پیچھے چشمۂ آب کی خبر معاندین تک پہنچی تو اُن کی طرف سے سختی بڑھا دی گئی۔ امام حسینؓ نے ایک وفد دریا سے پانی لینے کے لئے بھیجا جس کی لشکر سے چپقلش تو ہوئی مگر لڑائی ہوتے ہوتے بچی۔ چنانچہ رات کو حضرت امام حسینؓ نے عمر بن سعد کو علیحدگی میں طلب کیا اور حجّت تمام کرنے کو اس شقی سے کہا کہ تُو مجھ سے مقابلہ کرتا ہے حالانکہ تُو جانتا ہے کہ میں کون اور کس کا پسر ہوں۔ آیا خدا سے نہیں ڈرتا اور قیامت پر اعتقاد نہیں رکھتا وغیرہ۔

8 محرم کو ابن زیاد کو کوفہ میں رپورٹ ملی کہ ابن سعد اور امام حسین کی علیحدگی میں ملاقاتیں ہورہی ہیں۔ اس پر ابنِ زیاد نے جویرہ بن بدر کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ حسین ابن علی سے مذاکرات کرنے اور رعایتیں دینے کے لئے تمہیں نہیں بھیجا گیا اپنا فرض ادا کرنے کی طرف دھیان کرو ورنہ فوج کی کمان چھوڑ دو۔ بعد میں ابن زیاد نے سوچا کہ اگر عمر بن سعد نے کمان چھوڑ دی تو فوج کی کمان کون سنبھالے گا۔ چنانچہ شمر ذی الجوشن کو روانہ کردیا جو 9 محرم کو عصر کے قریب سعد کے پاس پہنچا اور ابن زیاد کا پیغام پہنچایا کہ فوراً جنگ شروع کرو ورنہ کمان شمر کے سپرد کردو۔ چنانچہ ابن سعد نے تیاری شروع کردی۔ اس پر حضرت امام حسینؓ نے کہا کہ رات گزرنے دو، کل صبح فیصلہ ہوجائے گا اب تو رات ہونے والی ہے۔ تب شمر لشکرگاہ امام کے قریب آیا اور پکارا کہ میری ہمشیرہ کے بیٹے کہاں ہیں؟ وہ آئے تو کہنے لگا تمہارے لئے امان لایا ہوں، آجاؤ تم الگ ہوجاؤ۔ انہوں نے حقارت سے شمر کی پیشکش کو ٹھکرا دیا اور پُرجوش جواب دیا کہ ہم ہر قدم پر امام حسینؓ سے وفا کریں گے۔

رات کو حضرت امام حسینؓ نے اپنے خیمے متّصل کرکے اُن کے پیچھے خندق کھود کر اس میں لکڑیاں جلانے کے لئے بھر دینے کا حکم دیا۔ پھر علی اکبر کو مع تیس سوار اور بیس پیادے دے کے بھیجا کہ وہ چند مشک پانی بھر لائے۔ وہ بمشکل پانی لاسکے۔ پانی آیا تو اپنے اہلِ بیت و اصحاب سے فرمایا کہ پانی پیو کہ یہ آخری توشہ تمہارا ہے اور وضو و غسل کرو اور اپنے کپڑوں میں خوشبو لگاؤ کہ وہ تمہاے کفن ہوں گے۔

رات بھر تیاری و ترتیب دینے اور دعائیں کرنے میں گزری۔ نیند سے مغلوب ہوئے تو خواب میں دیکھا کہ کتے ان پر حملہ آور ہیں۔ مجموعی طور پر 45 سوار اور یکصد پیادے کُل آپؓ کی قوّت تھی اور دوسری طرف 22 ہزار کا لشکر۔

حضرت امام حسینؓ نے دونوں کناروں سے مڑی ایک لمبی خندق پیچھے رکھ کر پہلے خیمے ترتیب دیئے پھر اُن کے آگے درمیان میں علم حضرت عباس کو سونپا۔ میمنہ پر زہیر بن قین اور میسرہ پر حبیب بن مظاہر اور علم یعنی جھنڈے کے پیچھے مرکزی خیمہ نصب فرمایا۔ مخالف لشکر میں علم ایک غلام درید کو دیا گیا۔ عمرو بن حجاج میمنہ اور شمر ذی الجوشن میسرہ پر تعینات کیا گیا۔ عمرو بن قیس سواروں کا کمانڈر اور شیث بن ربعی پیادوں کا سالار مقرر ہوا۔

10 محرم الحرام 61ھ کی صبح بریر بن خضیر اجازت لے کر ابن سعد سے بات کرنے گئے اور ابن سعد کو غیرت دلائی کہ وہ خدا سے ڈریں اور خاندانِ نبوت کی پاسداری کریں۔ جواب ملا کہ ہم فقط ابنِ زیاد کے پاس لے جانا چاہتے ہیں، آگے وہ جو چاہے۔ بریر نے کہا کہ کیا اس پر بھی راضی نہیں ہوتے کہ امام حسینؓ اپنے وطن واپس چلے جائیں صد افسوس اہل کوفہ تم پر کہ عہد سے پھر گئے اور مؤکد بعذاب قسموں کو بھول گئے۔

بریر کی ناکام واپسی پر حضرت امام حسینؓ نے عمامۂ رسولؐ سر پہ رکھا اور اونٹ پر سوار ہو کے مخالف لشکر کے سامنے گئے اور فصیح و بلیغ خطاب فرمایا۔ یہ غالباً سفرِ کربلا کے آغاز سے لے کر اب تک کا طویل ترین اور آخری خطاب تھا جو ساری صورت حال کی عکاسی کر رہا تھا۔ اس میں حضرت امام حسینؓ نے اپنے اور اپنے آباء کے تعارف سے آغاز کے بعد مدینہ سے مکّہ آمد اور وہاں اہل کوفہ کی انتہائی پُرجوش جذباتی تحریروں پر مشتمل خطوط کا ذکر کیا اور پھر نیکی اور بدی کا فرق واضح کر کے بھرپور انداز میں اتمام حجّت کردی۔ نام لے کر اہل کوفہ کے بڑوں کو پکارا کہ کیا تم نے مجھے خطوط نہیں لکھے؟ ۔ آخر پہ حضرت امام حسینؓ نے تمام سپاہ کے مجموعی کمانڈر عمر بن سعد کو کہا کہ تُو مجھے اس لئے قتل کرتا ہے کہ پسرِ زیاد تجھے دے گا۔ قسم بخدا ہرگز تجھے میسر نہ ہوگا۔ اور بعد میرے زندگی تجھ پر گوارا نہ ہوگی ...... میں دیکھ رہا ہوں کہ بہت جلد تیرا سر جس نیزہ پر کوفہ میں نصب کیا ہے اور لڑکے اس پر پتھر مار کے نشانہ بنا رہے ہیں۔‘‘

یہ سن کر عمر اپنے اصحابِ شقاوت مآب کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کہ کیوں ان کو مہلت دے رکھی ہے۔

حضرت امام حسینؓ اپنے خیموں کی طرف واپس ہوئے تو حُر آپؓ کی طرف بڑھے اور دست بستہ معافی کے خواستگار ہوئے۔ کہا کہ یہ مَیں تھا جس نے آپ کو واپس نہ جانے دیا۔ اللہ مجھے معاف کرے آپ بھی معاف کردیں اور مجھے قبول فرمائیں کہ آپ کی طرف سے لڑ کر اپنی جان کا نذرانہ پیش کروں۔ آپؓ نے انہیں معاف کرکے قبول فرمایا۔

ادھر عمر بن سعد نے ایک علامتی تیر چلا کر آغاز جنگ کا اعلان کردیا تو حُر چالیس مخالفین کو موت کے گھاٹ اتار کر، ایوب بن مسروح کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ پھر مبارزت شروع ہوئی۔ فدائی جانے سے پہلے امام حسینؓ کے سامنے آکر سلام کرتے اور اجازت و دعا کے ساتھ میدان میں اتر کر سرخرو ہوتے۔ امام حسینؓ ہر اجازت کے ساتھ آیت پڑھتے: مِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ ...... (الاحزاب:24)

15 وفا شعار مبارزت کے نتیجہ میں سرخرو ہوچکے تھے اور سینکڑوں معاندین موت کے گھاٹ اتارے جاچکے تھے تو عمرو بن حجاج نے عمر بن سعد کو مشورہ دیا کہ مبارزت کی بجائے یکبارگی حملہ کیا جائے۔ چنانچہ شمر اپنے جتھہ کے ساتھ میسرہ پر حملہ آور ہوا۔ مقابلہ میں صرف 32 سواروں کی قوت تھی۔ شدّت کا معرکہ ظہر تک جاری رہا۔

بوقتِ ظہر ابوتمامہ ہائدیؓ حضرت امام حسینؓ کے پاس آئے کہ ہماری جانیں آپ پر فدا۔ وقت ہوچکا ہے۔ وداع کی نماز آپ کے ساتھ ادا کرسکیں تو اچھا ہوگا۔ فرمایا: اُن سے بات کرو۔ مقابل پر حصین بن نمیر تھا۔ سُن کر کہنے لگا کہ تمہاری نمازیں مقبول نہیں ہیں۔ چنانچہ لڑائی کے دوران نماز خوف ادا کردی گئی۔ پھر یکے بعد دیگرے مزید 38 جانثار اپنے امام پر قربان ہوگئے۔ تب اہل بیت حسینؓ نے ایک دوسرے کو الوداعی سلام کہا اور پھر ایک ایک کر کے آگے بڑھے اور داد شجاعت دیتے ہوئے شہادت قبول کی۔

ذرا اُس کوہِ وقار عبقری انسان کا وجود سوچئے کہ گزرے دن کے تمام رنج اٹھائے، بہتے ہوئے خون اور ایک کے بعد دوسرے عزیز کی لاش گنتے وہ خود کس حال میں ہوں گے کہ اچانک ایک بدبخت ابوالحنوق نے تیر مارا جو آپؓ کی پیشانی پر لگا۔ کھینچا تو خون چہرۂ مبارک کو تر کر گیا۔ ساتھ ایک سہ پہلو زہر آلود تیر سینۂ مبارک پر آن لگا۔ اسے کھینچا تو خون کا دھارا جسد مبارک کو تر کر گیا۔ پیادہ تھے۔ مالک بن یسر نے سر مبارک میں ایک ضرب لگائی تو عمامہ خون سے بھر گیا۔ الجر بن کعب نے تلوار کا وار کیا۔ شمر لعین کے اکسانے پر حصین بن نمیر نے تیر دھنِ مبارک پر مارا۔ ابوایوب غنوی نے دوسرا تیر چلایا۔ ضرعہ بن شریک نے بائیں بازو پر وار کیا پھر کندھے پر۔ سنان بن انس نخعی نے نیزہ مار کے منہ کے بل گرادیا۔ خولی بن یزید اصبحی نے کہا کہ سر کاٹ لو، پھر ہاتھ کانپ گیا۔ سنان آیا اور تیزی سے سر جسد مبارک سے الگ کردیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

شہادت سے قبل آپؓ نے اکیلے ہی لڑتے ہوئے گروہِ کثیر کو واصل جہنم کیا۔ اور پکار کر کہا کہ ’’قسم بخدا میں دوست خدا کے پاس جاتا ہوں۔ خدا دونوں جہان میں تم سے میرا انتقام لے گا۔ حصین بن مالک نے کہا کس طرح؟ فرمایا: خداوند عالم ایسا حکم کرے گا کہ تم اپنی تلواریں ایک دوسرے پر کھینچو گے اور اپنا خون بہاؤ گے۔ دنیا سے منقطع نہ ہوگے اور تمہاری امید ہائے دلی بھی حاصل نہ ہوں گی۔ جب سرائے آخرت میں جاؤ گے وہاں عذاب ابدی تمہارے لئے مہیا ہے‘‘۔ ایک روایت کے مطابق حضرت امام حسینؓ کا جسدِ مبارک مجموعی طور پر ایک ہزار نوسو زخموں سے چور تھا۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
October 14, 2016 – October 20, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday October 14, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 55.
01:05	Huzoor's Interview By Dutch Press: Recorded on October 05, 2015.
01:40	In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
02:10	Spanish Service
02:55	Pushto Service
03:05	Open Forum
03:40	Tarjamatul Qur'an Class: Surah An-Nisaa, verses 118-140 by Khalifatul-Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 60, recorded on June 14, 1995.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 204.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith: The topic is 'salvation'.
06:25	Yassarnal Quran: Lesson no. 56.
06:50	Mubarak Mosque Foundation Stone Ceremony: Recorded on October 18, 2015.
07:50	In His Own Words
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on October 08, 2016.
09:55	Indonesian Service
10:55	Deeni-o-Fiqahi Masail
11:30	Live Transmission From Baitul Futuh
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Transmission From Baitul Futuh
13:35	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 26-35.
13:45	Seerat-un-Nabi
14:35	Shotter Shondane: Recorded on May 31, 2013.
15:55	Rishta Nata Ke Masayil
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:30	Foundation Stone Laying Ceremony Of Baitul Afiyat Mosque [R]
19:30	In His Own Words
20:20	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday October 15, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Yassarnal Qur'an
01:00	Foundation Stone Laying Ceremony Of Baitul Afiyat Mosque
01:55	Rishta Nata Ke Masayil
02:10	Friday Sermon
03:20	Rah-e-Huda: Recorded on October 08, 2016.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 205.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 02.
07:00	Khuddam Ijtema UK: Rec. September 27, 2009.
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time: Programme no. 31.
09:00	Question And Answer Session: Recorded on February 25, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on October 14, 2016.
12:15	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 36-45.
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intekhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Dowie – Documentary
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Khuddam Ijtema UK [R]
19:30	Faith Matters: Programme no. 195.
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda [R]
22:30	Story Time [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday October 16, 2016

00:10	World News
00:25	Tilawat
00:35	In His Own Words
01:05	Al-Tarteel
01:35	Khuddam Ijtema UK
02:35	Story Time
02:55	Friday Sermon
04:05	Dowie - Documentary
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 206.
06:00	Tilawat: Surah Al Maa'idah, part 6, verses 9-14 with Urdu translation.
06:15	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
06:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 56.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on December 12, 2015.
08:00	Faith Matters: Programme no. 192.
09:05	Question And Answer Session: Recorded on March 31, 1996. Part 2.
10:10	Indonesian service
11:15	Friday Sermon: Recorded on May 1, 2015.
12:15	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 46-59.
12:25	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
12:45	Yassarnal Quran [R]
13:10	Friday Sermon: Recorded on October 14, 2016.
14:15	Shotter Shondhane
15:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
16:20	Quranic Archaeology
17:00	Kids Time: Programme no. 35.
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
19:30	Beacon Of Truth
20:15	One Minute Challenge
21:00	Ashab-e-Ahmad
22:00	Friday Sermon [R]
23:00	Question And Answer Session [R]

Monday October 17, 2016

00:10	World News
00:30	Tilawat
00:40	Yassarnal Quran
01:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
02:15	One Minute Challenge
03:05	Friday Sermon: Recorded on October 14, 2016.
04:30	In His Own Words
05:05	Liqa Maal Arab: Session no. 207.
06:00	Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 15-20 with Urdu translation.
06:10	Dars-e-Hadith
06:25	Al-Tarteel: Lesson no. 02.
07:00	Huzoor's interview with Radio & TV Nunspeet: Recorded on October 05, 2015.
07:25	Marhum-e-Isa
08:00	International Jama'at News
08:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
08:55	French Mulaqat: Hadhrat Khalifatul Masih IV holds a question & answer session for French speaking friends. Rec. August 08, 1997.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon. Recorded on May 13, 2016.
11:10	Seerat-un-Nabi
11:35	Aao Urdu Seekhain
12:00	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 60-71.
12:10	Dars-e-Hadith [R]
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Rec. November 19, 2010.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Seerat-un-Nabi [R]
15:50	Rah-e-Huda: Recorded on October 15, 2016.
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Huzoor's interview with Radio & TV Nunspeet [R]
18:45	Marhum-e-Isa [R]
19:20	Somali Service
19:50	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
20:10	Aao Urdu Seekhein
20:30	Rah-e-Huda [R]
22:00	Friday Sermon [R]
23:15	Seerat-un-Nabi [R]

Tuesday October 18, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
00:45	Al-Tarteel
01:20	Huzoor's interview with Radio & TV Nunspeet
01:45	Marhum-e-Isa
03:00	Friday Sermon
04:05	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
04:20	In His Own Words
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 208.
06:00	Tilawat
06:15	Darse Majmooa Ishtihirat
06:40	Yassarnal Quran: Lesson no. 57.
07:05	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Khuddam Class: Rec. December 12, 2015.
08:10	Philosophy Of The Teachings Of Islam
08:30	Noor-e-Mustafwi
09:00	Question & Answer Session
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on October 14, 2016.
12:05	Tilawat
12:20	Dars-e-Majmooa Ishteharaat
12:45	Yassarnal Quran [R]
13:10	Faith Matters: Programme no. 192.
14:10	Bangla Shomprochar
15:10	Spanish Service
15:50	Braheen-e-Ahmadiyya
16:30	Noor-e-Mustafwi [R]
17:00	Philosophy Of The Teachings Of Islam Mustafwi [R]
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Khuddam Class [R]
19:25	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on October 14, 2016.
20:25	The Bigger Picture: Rec. January 19, 2016.
21:10	Braheen-e-Ahmadiyya [R]
21:50	Australian Service
22:10	Faith Matters [R]
23:05	Question And Answer Session

Wednesday October 19, 2016

00:15	World News
00:35	Tilawat
00:45	In His Own Words
01:15	Yassarnal Qur'an
01:40	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Khuddam Class
02:45	Philosophy Of The Teachings Of Islam
03:05	Story Time
03:35	Braheen-e-Ahmadiyya
04:10	Noor-e-Mustafwi
04:30	Australian Service
04:50	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:35	Al-Tarteel: Lesson no. 02.
07:10	Lajna Ijtema UK Address: Rec. October 04, 2009.
08:10	The Bigger Picture
08:55	Urdu Question And Answer Session: Recorded on February 25, 1996.
09:25	Rohaani Khazaa'in Quiz
09:55	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on October 14, 2016.
12:05	Tilawat
12:20	Al-Tarteel [R]
12:55	Friday Sermon: Recorded on October 08, 2010.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Deeni-o-Fiqahi Masail
15:40	Kids Time: Prog. no. 35.
16:25	Faith Matters: Programme no. 191.
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Lajna Ijtema UK Address [R]
19:25	French Service
19:55	Muslim Scientists
20:15	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
20:50	Kids Time [R]
21:25	Roohani Khazaa'in Quiz
21:50	Friday Sermon [R]
22:55	Intikhab-e-Sukhan: Rec. October 15, 2016.

Thursday October 20, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
00:55	Al-Tarteel
01:30	Lajna Ijtema UK Address
02:30	Deeni-o-Fiqahi Masail
03:05	In His Own Words
03:40	Muslim Scientists
03:55	Faith Matters
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 218.
06:05	Tilawat & Darse Majmooa Ishtihirat
06:40	Yassarnal Quran: Lesson no. 57.
07:10	Reception At Baitul Ahad: Rec. Nov. 21, 2015.
08:20	Open Forum
08:55	Tarjamatul Qur'an Class: Surah An-Nisaa, verses 99-127 by Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Rec. June 15, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Japanese Service
12:05	Tilawat
12:15	Dars Majmooa Ishtehataat
12:40	Yassarnal Qur'an [R]
13:10	Beacon Of Truth: Rec. October 16, 2016.
14:00	Friday Sermon: Recorded on October 14, 2016.
15:05	Aina
15:50	Persian Service
16:20	Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Reception At Baitul Ahad [R]
19:30	Faith Matters
20:35	Aina [R]
21:10	Open Forum [R]
21:45	Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:00	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 23 | Friday 14 October , 2016 | Issue No. 42

جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ 2016ء کی مختصر رپورٹ

مختلف ممالک سے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے نائب صدور، وزرائے مملکت، سیکرٹریانِ مملکت، پروفیسرز، برطانیہ کے مختلف شہروں کے میئرز، دیگر سیاستدانوں اور معروف سماجی شخصیات کے مختصر خطابات۔ ملکہ برطانیہ، صدر مملکت سیرالیون، وزیر اعظم برطانیہ، سیکرٹریانِ سٹیٹ، سربراہ لبرل ڈیموکریٹک پارٹی وغیرہ کے تہنیتی پیغامات۔ دنیا میں قیام امن کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضور کی سربراہی میں جماعت احمدیہ کی کاوشوں کو خراج تحسین۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ولولہ انگیز اختتامی خطاب۔ دنیا کے امن وسکون اور سلامتی کے لئے اور تباہی سے بچنے کے لئے قرآن کریم کے فرمودہ تین بنیادی زرّیں اصول عدل، احسان اور ایتاءِ ذی القربیٰ کے قیام پر زور

رپورٹ مرتبہ: حافظ محمد ظفر اللہ عاجزؔ + فرخ راحیل

جلسہ سالانہ کا تیسرا دن
اتوار 14 /اگست 2015ء
(حصہ سوم)

اختتامی اجلاس

جلسہ سالانہ برطانیہ کے تیسرے روز بعد دوپہر کا اجلاس محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ برطانیہ کی زیرِ صدارت دو بجے شروع ہوا۔ محترم قمر ظفر صاحب طالبعلم جامعہ احمدیہ یوکے نے سورۃ الناس کی تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

تلاوتِ قرآنِ کریم کے بعد محترم امیر صاحب نے مختلف ممالک سے تشریف لانے والی ممتاز شخصیات میں سے بعض کو دعوتِ خطاب دی۔

سب سے پہلے اسٹیج پر تشریف لانے والے ہیٹی (Haiti) کے سیکرٹری آف اسٹیٹ مارک ایلی نیلسن (Marc-Elie Nelson) تھے۔ موصوف نے فرانسیسی زبان میں اظہارِ خیال کیا۔ محترم قیصر محمود طاہر صاحب مبلغ سلسلہ ہیٹی نے ان کی تقریر کا مختصر اردو ترجمہ پیش کیا۔

اگلی تقریر مسجد بیت الفتوح کے علاقہ مرٹن کی میئر کونسلر برینڈا فریزر (Councillor Brenda Fraser) کی تھی۔ آپ مرٹن کی پہلی خاتون میئر ہیں جن کا تعلق جمائکا سے ہے۔

بعد ازاں لندن میں تعینات گیانا کے ہائی کمشنر ہز ایکسی لینسی فریڈرک ہیملے کیس (His Excellency Frederick Hamley Case) نے اسٹیج پر تشریف لا کر صدر گیانا مسٹر ڈیوڈ اے گرینج (Mr. David A. Grange) کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ صدر گیانا نے اپنے پیغام میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور جماعت احمدیہ کے ممبران کو جلسہ سالانہ کے انعقاد پر مبارکباد بھجوائی۔ انہوں نے لکھا کہ مجھے علم ہوا ہے کہ جماعتِ احمدیہ ہر سطح پر امن کے قیام اور اس کے فروغ کے لئے جدو جہد میں مصروف ہے اور سب انسانوں کو بلاتفریق رنگ ونسل بنیادی انسانی حقوق دینے کی علمبردار ہے۔ انہوں نے احمدیہ مسلم ایوارڈ فار پیس کو شروع کرنے کے اقدام کو بھی سراہا۔

اس کے بعد رشیا سے تشریف لانے والی پروفیسر ڈاکٹر سیرینکو اِرینا (Ms. Dr. Serenko Irina) اسٹیج پر تشریف لائیں اور اظہار خیال کیا۔

پھر سپین کے علاقہ گریناڈا کے ممبر پارلیمنٹ مسٹر ہوزے میگویل کاسٹیلو کیلوِن (Mr. Jose Miguel Castillo Calvin) نے اسٹیج پر تشریف لا کر ہسپانوی زبان میں اظہارِ خیال کیا۔

سپین کے شہر لیون (Leon) کی گورنر مسز ماریا ٹریزا ماتا سیرا (Mrs Maria Teresa Mata Sierra) نے اظہارِ خیال کیا۔

بعد ازاں انگلستان کے علاقہ کرالی (Crawly) کے میئر کونسلر راج شرما (Councillor Raj Sharma) تشریف لائے۔

بعد ازاں انگلستان کے علاقہ ہاؤنسلو (Hounslow) کی میئر کونسلر اجمیر گریوال (Councillor Ajmer Grewal) تشریف لائیں اور اظہارِ خیال کیا۔ بعد ازاں انگلستان کے علاقہ رشمور (Rushmoor) کی میئر جیکی ووسپر (Councillor Jacqui Vosper) تشریف لائیں اور پھر انگلستان کے علاقہ ویورلی (Waverley) کے میئر کونسلر کرِس سٹوری (Councillor Chris Storey)، ممتاز بزنس مین ڈاکٹر رامی رانگھڑ (Dr. Rami Ranger)، سابق ممبر آف پارلیمنٹ لارا موفٹ (Laura Moffatt)، سکاٹ لینڈ کی پارلیمنٹ کی ممبر لِنڈا فابیانی (Linda Fabiani)،، بینن کے وزیرِ دفاع (Mr. Candide Armand-Marie Azannai) باری باری اسٹیج پر تشریف لائے اور اظہارِ خیال کیا۔

جن شخصیات کی طرف سے اس جلسہ کے موقع پر تہنیتی پیغامات موصول ہوئے ان میں ملکہ برطانیہ الزبتھ الیگزانڈرا میری (Elizabeth Alexandra Mary)، صدر سیرالیون ڈاکٹر ارنسٹ بائی کوروما (Dr. Ernest Bai Koroma)، برطانوی وزیرِ اعظم تھریزا مَے (Theresa May MP)، برطانیہ کی سیکرٹری آف اسٹیٹ برائے تعلیم جسٹین گرینِنگ (Justine Greening MP) چیف سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر (Jane Ellison MP)، سابق اٹارنی جنرل (Dominic Greive QC MP)، لبرل ڈیموکریٹک پارٹی کے رہنما ٹِم فیرَن (Tim Farron MP) بذریعہ ویڈیو، لارڈ آلٹن، ٹام بریک، بیرونیس اینلی، بیرونیس بیرِج اور فیاض مغل شامل ہیں۔ ویڈیو پیغام کے علاوہ دیگر تمام پیغامات محترم فرید احمد صاحب (سیکرٹری امورِ خارجہ جماعت احمدیہ یوکے) نے پڑھ کر سنائے۔ ٹِم فیرَن کی جانب سے ریکارڈ کروایا گیا ویڈیو پیغام جلسہ گاہ میں چلایا گیا۔

بعد ازاں سہ پہر چار بجکر بارہ منٹ پر حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ گاہ میں رونق افروز ہوئے۔ حضورِ انور کی تشریف آوری کے بعد بھی کچھ مہمانوں نے اظہارِ خیال کیا۔ محترم امیر صاحب یوکے ان مہمانوں کا تعارف کرواتے اور انہیں اسٹیج پر مدعو کرتے۔ ان مہمانوں میں برطانیہ کے سابق سیکرٹری برائے انرجی اینڈ کلائمٹ چینج سر ایڈورٹ ڈیوی، ممبر آف پارلیمنٹ پول سکالی (Paul Scully MP) ممبر آف پارلیمنٹ مارگریٹ فیری (Margaret Ferrier)، ممبر ہاؤس آف لارڈز اور وزیر ٹرانسپورٹ لارڈ طارق احمد آف ومبلڈن جنہوں نے برطانوی وزیرِ اعظم کا پیغام بھی پڑھ کر سنایا اور یوگنڈا کے وائس پریزیڈنٹ (His Excellency Edward Kiwanuka Ssekandi) شامل ہیں۔

تمام مقررین نے جماعت کے امن پسند تعلیمات کو سراہا۔ جماعت کے ماٹو 'محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں' کی تعریف کی اور اکثر نے ذکر کیا کہ احمدی دنیا میں جہاں بھی موجود ہیں معاشرہ کا صحتمند حصہ ہیں اور اپنے ملک اور علاقہ کی ترقی کے لئے بے لوث خدمات پیش کرنے والے ہیں۔ مقررین نے ذکر کیا کہ اسلام دہشت گرد اور شدّت پسند مذہب نہیں اور اس بات کو جماعتِ احمدیہ کے نمونہ سے خوب خوب واضح کیا جاسکتا ہے۔

....

ان تقاریر کے بعد جلسہ کے اختتامی اجلاس کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ مکرم عبد المومن طاہر صاحب انچارج عربک ڈیسک یوکے نے سورۃ النحل کی آیات 91 تا 97 کی تلاوت کی اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا بیان فرمودہ اردو ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عربی قصیدہ مکرم اسد موسیٰ عودہ صاحب نے ترنّم کے ساتھ پڑھنے کی سعادت پائی۔ اس عربی قصیدہ کا اردو ترجمہ مکرم محمد طاہر ندیم صاحب کو براہین احمدیہ حصّہ پنجم سے پڑھنے کی سعادت ملی جو درج ذیل ہے:

= میرے خدا کی مدد کو تو دیکھتا ہے کیونکر آ رہی اور ظاہر ہو رہی ہے۔ اور ہر ایک جو آنکھیں رکھتا ہے ہماری طرف دوڑتا چلا آتا ہے۔

= کیا تُو کسی ایسے مفتری کو جانتا ہے، جو میری طرح مؤید بتائیدِ الٰہی ہو۔ اور میرے خدا کی یہ عادت ہے، کہ ہر ایک شاخ کو جو پھل نہیں لاتی وہ کاٹ دیتا ہے۔

= تم کہتے ہو کہ یہ شخص جھوٹا ہے حالانکہ میرا صدق ظاہر ہو چُکا۔ اُن نشانوں کے ساتھ صدق ظاہر ہوا کہ جن میں کوئی کدورت نہیں۔

= پس سوچ اور جلدی سے ہم پر حملہ مت کر۔ اور اگر تُو نہیں ڈرتا پس دروغ آرائی سے تکذیب کر۔

= اور یہی وقت ہے جو تجھے نفع دے سکتا ہے۔ پس اس وقت سے پہلے توبہ کر جس میں تو بلایا جائے اور حاضر کیا جائے۔

= اور اس قوم پر سلام جس نے میرے درخت کا محض ایک شگوفہ دیکھا۔ اور وہ شگوفہ ان کو اچھا معلوم ہوا اور پھلوں کے توڑنے کے لئے طیار ہو گئے۔

= اور مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں اپنی طرف سے نہیں۔ اور مَیں نے وہی کہا ہے جو خدا نے فرمایا۔

= اور اگر خدا چاہتا تو مَیں ابن مریم کی جگہ مبعوث نہ ہوتا۔ اور خدا کے اپنے قضاء وقدر میں ایسے ایسے امور ہیں جو حیران کر دیتے ہیں۔

= ہم نے وہ مرادیں پائیں جن کا پانا مشکل تھا۔ آہستہ آہستہ بادل نے ہماری طرف حرکت کی بعد اُس دیر کے جو

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں